

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U2428

مجموعہ سخن حصہ دوم

سین اکثر شعرائے متقدمین و متاخرین کا کلام مجسمہ نظام ہوا اور قواعد
اعروض و قافیہ اور تذکرہ شعرائے نامدار اور حل لغات بھی آخرین میں
سب تجویز کیٹی مضامین کتب درسیہ مدارس ورنیکوٹر تحصیل اوڈھ و بموجب
پیشکش و واجب لائیا و جناب والا خطاب جان سی نسفیلڈ صاحب ہما در
انفیکٹر مدارس سررشتہ تعلیم اوڈھ

لوی سید ابوالحسن صاحب سابق ترجمہ دہک رپورٹرنے باعانت مولوی
محمد حکیم الدین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر چوک اسکول لکھنؤ
از سر نو مرتب کیا

ایڈیٹر جناب فیض آباد صاحب ڈاکٹر کمران پبلک انٹرکشن مالک مغربی و شمالی اوڈھ
مطبع نامی نشی کل کشور واقع لکھنؤ چھپا

ماہ اکتوبر ۱۹۵۲ء



۲
 ہر سر دیوان جو بہر حمد نام اللہ کا
 کعبہ ہے تہم ہی بالائے دل آگاہ کا
 طور ہی یہ دل صفائی قلب نور اللہ کا
 رہنما نقش قدم ہو تا ہی ہر گاہ کا
 حسن دیکھا ہو رواؤں راوہر واہ کا
 یاس ہی غفلت ہی بیان دامن آگاہ کا
 سامعون کیوں نہ کیوں نہ کیوں نہ آگاہ کا
 چاہیے پشیدہ نظرون سے مگر
 نطق میں عالم ہی گفت سار کلیہ
 حق پر ہو قیوف کب شمع ابھرتا
 سب کے عالم سے جہاں عالم اس گمراہ کا
 خواب میں بھی کب خیال آتا ہو غروب جاہ کا
 و صحت و عافیت و سلامتی و شفا کا

<p>بطلان ہے دین ہی فطرت کا مادہ کا رونا کو ہی لازماً صبح و شام کا میری نسبت کس کو کیا کس کو نسبت نہ ہو جو مرغ و درات زمین دل بھی کوئی قلع عیا و مخفی نہیں ہوا ہوا سے جو صدا دہن برگ مرے جو جس کی منعم کی بجائی بھی کسی سے ہی نہ اس کو کوئی نہ ہن بیکال تو کیر سنگ میں یا پھر ہی ہستی آپس بکین نہیں چشم و گوش ہی ہو روز و رات کیون ہو کھانا جاہو کھانے گوشہ غزلت سے اٹھنا</p>	<p>سب کلاموں ہی بات کر کلام اللہ کا دل میں یاد اللہ کی ہو پاپہ نام اللہ کا کارخانہ یوں ہی جاری ہو نام اللہ کا دھون کا لہجہ میں ہی کسبیا اشیاء اللہ کا ہر وہ کوئی نہیں ہے جو نہ نام اللہ کا فی الحقیقت ذکر کرنے میں نام اللہ کا مصالحت سے کب کوئی خالی ہو نام اللہ کا نام لے کر اور ولم پولد کلام اللہ کا پرورش کرنا زمانے کا ہی کام اللہ کا جب کہ ہر چیز نہیں کوئی مقام اللہ کا سنتے ہیں بدست ہم غفار نام اللہ کا خشر کے دن ہو گا جب دیار عام اللہ کا</p>
---	--

<p>تاریخ دل کے ڈالے کبھی شیدا تیرا بلیکے ہو مرغ تیری مرتبہ اعلا تیرا نہ ایمین بلکہ داخل کر کے حقیقت میں نہ جملہ نام و صفی کی جو ثابت قدمی ہو جسے نہ کشتی معجونہ دوڑیں تری ٹوٹو نہ پاؤں سر کے کر کے کہہ جانہ نہ نہ تارا و</p>	<p>سب بیکانہ ہر دو دست شناسا تیرا تو ہی کتا کوئی ثانی نہیں جفا تیرا حوصلہ پست مرا مرتبہ اعلا تیرا سحر کہ جانے ملک نقش کف پا تیرا سروہ کٹ پائے کہ سپین نہ ہو واد تیرا پرورش یافتہ یوں و این مہر تیرا</p>
---	--

<p>میری آنکھوں سے کوئی دیکھتے میں ہی کچھ ذکر نہیں کرتا ہوں میں بھی شائق ہوں منہ صبر کس طرف دھیان ہے اور کس تجلوی مع مبارک رہے وہ ہم فقیروں نے لیا جب سے رول دیو پیکانہ موتی سے مجھے د ایسے مشتاقوں سے ناحق ہی بہ منہ نہ دکھلائے خدا میرے مجھے میرے یوسف نہ بیگا یہاں جان جان رہا ہوں دیوانہ و شیا</p>	<p>دیکھنے کے لیے دیدہ مجھوں ہی ضرور ایک عالم کو ترے نام کا ہر دوای دوست ہیں بھی دیکھو گاہ کجا مخلوق تجلایے جمال کس کی نظروں سے ہے دعویٰ ہی تجھے جہنمی کا میں مسافر ہوں اور بڑا دکھ پارا کہ میں بیٹھے تکیہ بھی لگا کر نہ کبھی اس درج سے بیچ تو باب اس قدر اویس مع غنیمت ہے تجھ کو پاکر امانی میں یہی نہیں پڑے کافل سب سے بہتر ہوں جاتا ہوں سب کو ملک عالم سب سے بہتر جس کو تو اہل جہان ہی قصور عاشق رو سے پری شیفہ نہ نہیں</p>
---	---



<p>ہر اک بلبل میں عالم مرغ بسمل لفظ واحد ہی عدد میں لالہ وانہ دل گس ہر کسی اک درگاہ عالیجا میری قدرت سے ہر شے گننا پڑے ہر فنا فی الشیخ سے رہتہ فنا فی اللہ مرتبہ بیان وہاں ہر خضر کا گرا بادشاہوں سے سوا ہر لشکر اپنے جا ابر حمت ہی دھوان دل سے جو اکھا</p>	<p>جلوہ ہر رنگ میں تعلق بے شاہ کا ہر عارف رنگ و بو توحید کی ہر گل میں نور عرفان ہو تو سینہ بارگاہ عرش تو جسے چاہے گھمائے جسے چاہے ہر شے میں صورت ترقی سے بشر معنی پر بحر شمس سے گناہ سے سب کو پہنچا اس وہ نور سے بہرہ خاک و ریت سے تیرے ہر ہر خیانت کا عہد بیان ملکات ظلم کرم</p>
--	--

<p>دل اٹھاتا ہر سے مروت اگاہ کا تبریم انجم میں ہر روشن بجے کمرہ کا بے شکافت بخشے چونکہ مولیٰ اللہ کا</p>	<p>دل کیفیت جام حقیقت پائے ہین بانی ہر صرح صادق اک گواہ بالکلمہ جو ہر حق حق میں شرک غیر</p>
<p>ہر کسکو ماطقہ ترے ذکر جمیل کا جو ہر یہ کیا فیض نسل ہر رب جمیل کا حکم خدائیں دخل نہیں ہر دلیل کا عاجز نواز نام ہر رستہ جمیل کا مشکل کے وقت حامی ہوا انجیل کا</p>	<p>بدین تمام نہیں قال و قیل کا نہ ہو سکو شک یہ عبد ذلیل کا دل اسکا چونہیں مقول خود نہیں امور اراتنی ہی امید کرتی ہر بحر محو صرغہ آتش یہ پای کریم</p>
<p>دل وہ کیا دل ہر جو بہر محبت تیری اصل وحدت ہی تری قریب کثرت تیری چند روزہ ہر ملاقات غنیمت تیری راہ ڈھونڈھا کیے نہ ہوا دور و گت تیری مہربانی تری ایو مرگ غایت تیری کہ پریشان نہ ہو بوسے محبت تیری کہ دکھاتا ہر یہ نیرنگی قدرت تیری بھیس بدلے ہوے پھرتی محبت تیری ابر بن بن کے برسنے لگی رحمت تیری ذرتے ذرتے کو ہر معلوم حقیقت تیری راہ دکھایا کہ ہم تا بقیامت تیری</p>	<p>نہیں بیکار رہیں دیکھیں جو بہر تیری بیستی سے نمودار ہر قدرت تیری یہ روح سفر پیکر خاک سے نہ کر ہی پہونچا نہ ترے جلوہ گہ ناز میں ہر تھا اب شب وقت سے چھڑایا ہکو دل اپنے دل کو مرے پاک نہ کر دتا ہوں بلیے ہر پر ملاؤں کی قرآن میں گہ آمین بلبل گل نہم میں پروانہ کو نہا ہا تفرستے جو ڈرے اہل گناہ نہر شمشیر صورت آتش نہ کر مارہ خال سیرے نہ کر کے اگین گور یہ کھینچیں ہر سال</p>

دعویٰ خون حسینؑ کا رہی کیا خستہ کن پائون کاٹون کی سناو پیرین پیا تو کے دفن زر کے لیے گدوائی ہی تو نے پورین ہو چکا تھا کہ در تار و جان کے ہوے بند سیر بازار کو تو روز نکلتا ہوا سپہر	سرخ منہ دی سے ہر گشت شہر و سیر راہ کیا سخت ہر ای وادی و شہر و کیا منعم کہ اسی جان تو تربت سیر و کشتہ رہ گئے ہم شرمین صا پیر آگہی کی کسی یوسف طبعیت تو سیر
---	---

سہ

حبا تب ساینم صبر بھون سیری ثانی کا اسیر و دوست کیر عاشق و شوق نون تعلق روح سے جگہ جسد کا ناگوارا ہر فرق یار میں مرحلہ آخر زندگانی کی ہوئی منظور محتاجی نہ جگہ اپنے سائل کی نظر آتی ہن ہر سو صورتین ہی صورتین نخل ای جان تن سے تا وصال یا جھل وصال یار کا وعدہ ہی فردا سے قیامت بھر و سا آہ پر ہرگز نہیں ای یار عاشق کو دکھایا حسن عجز موی لکھتے نہیں مٹی ہی پتھر کی لکیر احباب کہے میں شکست خاطر احباب ہوتی ہو درت اس دل نیا آنہ سے صاف عشق پاک کہ کتا کھنڈ افسوس لواتی ہی تیری پاکر امانی نہیں دیکھا ہی لیکن جگہ بچا ہی آتش	نہایت غم ہو افسوس کو دیا کہ بانی کا گرفتار آنہی رنجیم کا یہ وہ طلب کی کا زمانے میں طین ہی چارون کی آشنائی کا را صد مہر ہیشہ روح و قہار کی ہلاکت بنایا کاسہ سرو اثر گون کا سہ گاہی کا کوئی آئینہ خانہ کا رخا نہ ہی خدائی کا چمن کی سیر ہی انجام بلبل کو ہلاکت کا یقین جگہ نہیں ہی گو تک ابھی کا شکارا تک کہین دیکھا نہیں تیرا ہلاکت کا یہ دنیا بنایا چور گشت حسرت کا رہیگا پاسے تربت نقش اپنی جہت کا توجہ میں تری ای یار اثر ہی ہلاکت کا تماشا دیکھتا ہر حسن حسین خود کا پنجا کر شاہ عصمت کو باہم پار کا بجائی ہی غم گر جگہ دعویٰ ہی خالی کا
--	---

تغییرات عالم

کافی شہر چو پہونچے بحد کمال
نہایت نقصان ہر سود میں
وزر روشن ہر شہساز تار
کمال آج اگر ہو تو کل ہر زوال
انہیں قابل اعتبار
سہر آج زینت وہ تلج ہی
شگاشن کہ جہین ہزاروں پھول
جہان پر چمکتے تھے مرغان باغ
جہان کل جواہر کے انبار تھے
ان کیا ہر اب ناک ہر سنگ بین
سورہ پر تھے جگہ جواہر کے تاج
تھے تخت شاہی پہ مسند نشین
کر وانی از خسروان عجم
کہ بر تخت ملکش نیا مد زوال

تو آخر ضروری ہر اسکو زوال
یہی فرق ہی عبد و معبودین
نزان باغ کے بعد فصل بہار
جو ہر بدر آخر وہ ہو گا ہلال
بر اہر زمانے کا سیل و نہار
وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہی
وہاں دیکھے تو جے ہین بول
وہ ہر مسکن گرس و بوم و زاغ
کر ورون درم اور و نیار تھے
عجب کچھ زلزلے کے نیرنگ بین
جو لیتے تھے شاہان سرکش سباج
وہ ہین خواب میں آج زیر زمین
زعمہ فریدون و ضحاک و جم
نماز حجب ملک ایند و تھاں

اقرار خا کساری

کے تصور کو ہر نسبت کنہ ذات پاک
ہی ہو مجھ کو ہر عشق اپنے خدا پاک
دیکھ کر ارواح کو اجسام میں کہتا ہوں
ہاں ان عرش سے کہ وہ سنبھالیں ش کو

فہم قاصر علم کا ہر آپکے اور ایک
نور کے تپنے نیا جسے مشیت خاک سے
صانع قدرت کے رو کا ہر ہوا کو خاک سے
آہن کرتا ہوں وقت میں لے لے خاک سے

جسہست ہوا کساروں کے بچہ دوزخ کی آگ
آج کس لہجہ کا تم ہوجو میں دیکھو عجب

التماس بخیر و نیکو خیال

اس دیکھنے والے اس رقم کے
پائی ہو جو تو نے دولتِ علم
بے قدر نہ اسکو تو سمجھنا
چشمِ کم سے نہ دیکھ اسکو
نقطے اسکے ہیں قطرہ خون
ہر شعر ہی نظمِ دانہ اشک
ہوتا ہی جو غمِ افروزِ حیا
اسکی لذت کا لطف اٹھانا
ہی ورتیم یہ محیف
ہر نالہ نیم شب ہی موزون
با اینہر تو اگر کرے غور
سیرے حصہ میں آئے دوست
میں ہوں اک موربہ حقیقت
اک برگِ خزان رسیدہ بخون
اک وزہ کے قبضہ میں ہو خوشی
میں ہوں اک کشتِ خشک گویا
منظور کرا التماس مسیری

یہ عرضِ تنہا بے مصلحت
انصافِ تراطریق اگر ہی
یہ جو دیوانِ مختص
یہ حاصلِ وقتِ نظم
جو لفظ ہی پارہ جگر
ہر مصرع نالہِ بحر
گو یارِ گجان کو نشتر
نخلِ محنت کا یہ شکر
سرمایہ کاوشِ حشر
تا شیر و ظیف
ہر در و نشان کا چار
ویرانہ میں جساو قشر
پھر کمال کی
دیوانِ پخسل بار
اک قطرہ بھی مالک
رستہ میں یہ نظم
تو صاحبِ لطف و خلد

سریخت ورق آسمان میں ہر مہر مہر
 جو چہاں نقیضین تجھ کو ہو منظور
 چاہے جو ایک قدم بھی خلافت کا حضور
 تیرے ریاض کرم کی ہر اس قدر وسعت
 ہے اشارے سے ظلمت ہو نور سے بتر
 تیرا محیط کرم اس قدر ہے نورانی
 کہ جو کب ضیا جلوہ گا حضرت سے
 جیسے جہان عدالت میں سب پر این
 عدالت آپ کی چوٹی پہاڑ کی کاٹے
 اہل ضیق کو دست اگر عطا فرمائے
 جو شب کو راہ بھٹکے کوئی دیوانہ
 اگر حسین کرین قصد قہر سخی کا
 ہر گت تار ہی طر و عاے استغنا
 شاہ حکم کرامت شیم ہی یا مولا
 زوال و شت اٹھائے فلک کو شاخو پیر
 تیرے محیط امان کا اگر لے دامن
 ہے عدل کی ہیبت ہوئی زانہ میں
 رکھتے ہیں اونے کو موذیا قہری
 چاہے دہر کی فدا و تجھے لایا ہوں
 چہ کرتے ہیں لیل مہاریش زنی
 شہ زمانہ سے زخم گھمن کی زینت ہی

بھری ہوئی بط کا غزمین ہر شہر مہر
 تو غسل موم سے نکالے شہر آتش طور
 جلانے پہنچے مہر کو شہر ارنگ ہر نور
 کہ جس میں گھنڈ گردون ہی واہ انگور
 ابھی تو کچھ ارضی بنے سراغ طور
 کہ میل گوش صدف کا ہو گوہر پر نور
 شعاع مہر ہو چار و ب خانہ ز نور
 گدا کے ماتھے میں ہر کاٹے سے فقہ نور
 جو رنگ فتنہ سے شیشہ ہو کوئی چکنا چور
 تو آسمان بنے صحن خانہ ز نور
 دکھائے عقل اندھیر میں اسکو شیشہ شور
 کلوے ز کے لیے لعل اسب سید نور
 بنا ہو طاق در تو کا سہ طہ نور
 کہ بچو نکدے تن مذہب میں دم سا طور
 ترے زلمے میں جوش ہو کو ہی یہ وفور
 تو چپکست ہے شیشہ جاپت دور دور
 کہ جو توافقی عہد میں جسا بجا شہور
 دان مار کا چھالا ہو ضیہ غم غور
 کہ بچو صورت تصویر کر دیا مجبور
 نہال عمر میں ہو آستیا نہ ز نور
 غبار دل ہو حاصل دیدہ تاسور

مجھے صلا یہی دلو اور اس نصیب کا	کہ رخ دور ہو واصل ہو مجاہد عشق
ہمیشہ شاد رہوں تا زبست دنیا میں تری رکاب میں شکر کے روز ہوں محشور	
قصیدہ بحدیح ملکہ معظمہ دام اقبالہا	
<p>ہو خوش خدیو جهان پر و رآب میں روشن ہو فیض شاہ سے شمشیر آئینہ دیا فروغ جو سے پر نور ہو گیا کیا کیا ہیں فیض سکے سلطان خسرو بہر رکھے سے دور کیوں نہ ہو آسپہ سالار آب شنگار وادی افلاس کے لیے قتا شمشیر جہان کی عدالت ہی اس قدر وہ عدل کہ ربط یقین ہو گیا دیکھیں یہ عدل تیرے صفات تو جہاں</p>	<p>برق قمری ہر طرف کو ہر آب در خوش آب بستے میں جو ہر آب ہی مر حباب بیج میرا نور آب ز رخشن خاک و آب وہ کو ہر آب پتے میں گول گول کے نقش زار گھلا دیا ہر شاہ نے آب ز آب میں مشکل نہیں چراگ بنا کہ نہ گھٹا ہر قطر آگ میں سے مر آگ آب میں مچھلی کے پر گر کو میں سب آب میں موخا نے چراگ سے دم بھر آب میں</p>
<p>اس عدل میں بھی فیض ہی ایسا بھلا ہوا غالب ہوئے ہیں تخت و لوتہ و فاریست ٹھوڑے کی کیا سب روایاں ہیں رقم کرون سم میں تری نہ آئے نہ لوئے آج بابر کیا حق فیل خاصہ حضرت رقم کرون ہو زور ظالمین سب راہ لدا ہوا موتی کے ہیں جھول میں ایسے چرسے ہر شمشیر لے پنا و شہنشاہ سے عدو</p>	<p>آہن بچھائے رتے ہیں آہنگ آب میں مارے جاب کو یا گر ٹھوکر آب میں عکس خیال ہو یہ ہوا سب کر آب میں خشکی میں طو رکب آبی ہر آب میں یہ آب زمین قصر و قصر زار آب میں پایا ہی جنگ و خون نے بحر و بر آب میں خشکی میں امن پائے نہ وہاں آب میں</p>

یہ زمین سایہ ڈالے جو شمشیر شعلہ ور
 یہ چاہے آبرو قصیدے کے ختم سے
 ہر نہر ہو ہر ایک ہو خواہ سلطنت
 جب تک ہوں آسمان زمین و آفتاب
 تب تک کہ چوب خشک سے کشتی بنا کرے
 اور حباب نیمہ ہستی میں مہمان
 فردن ہو عمر و دولت سلطانِ کمرے
 شکلی میں ہوں عروجِ سلیمان کے مرتبہ
 شل خودم فوجِ سمندر میں ہو روان
 شادان ہوں بحر و بر میں خواہ بادشاہ
 امی بادشاہِ سالِ سنائون تیر کا
 تو بادشاہِ بحر و ہر روز گار ہی

موجیں ہانچن تیغ اجل بکرا آب میں
 دُوبار ہوں میں تل گہر کیسے آب میں
 عمرِ عدو کے غرق رہیں دفتر آب میں
 جب تک کہ لعل کلن میں ہو گوہر آب میں
 جب تک کہ کشتی رنگے رہیں لنگر آب میں
 جب تک ظنا بچ گئے یکسر آب میں
 الیاس برینِ خضر صفا پرور آب میں
 جاری ہو حکمِ صورتِ اسکندر آب میں
 پیدا ہو صورتِ فلکِ اختر آب میں
 برخواہ آپ ڈوب مرین کیسے آب میں
 خامہ خراب ہی یہ جہانِ خراب میں
 رز سے زمین آب سے موتی آب میں

سہرا

لا لک کی رگِ جان کا ہی سہرا
 نہیں ہوا اس سے باہر کوئی موتی
 چھٹے ہیں دو طرف کیسے برابر
 وہ بک ڈالا جو نکلا جنتی سے
 نئی صورت کا مالہ ہی نہ کیوں ہو
 دو وطن کے گھر کی شوکت کا نشان ہو
 بہم تاروں میں رشتہ واریاں ہیں
 وہ شرمائی ہوئی دو لہا کی آنکھیں ہیں

مگر حیدر علی خان کا ہی سہرا
 خندانہ ابر نیلیاں کا ہی سہرا
 منوہ سنبھلتان کا ہی سہرا
 خلاصہ ہر خوشن کا ہی سہرا
 بھلا کس آہ تا بان کا ہی سہرا
 کہ یہ آیا ہوا وان کا ہی سہرا
 بہت مشتاقِ زمان کا ہی سہرا
 کہ چلے سہرے ہر گاہ کا ہی سہرا

دیکھو نگر خوش ہو سارا ملک ناظم مرے آسائش جان کا ہر سہرا

معرفت

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے
سایہ کی طرح ساتھ پیر کا سر و دھنوب
تب ناز گرا ناکی اشک بجا ہی
غارت گز ناموس نہو گز ہو سس زر
تب چاک گریبان کا خراہی ول نالان
آتشکدہ ہی سینہ مرا راز نہان سے
کتیجہ معنی کا طلسم سکو سمجھے
جان کا لہر صورت دیوار میں آوے
تو اس قد و کش سے جو گزار میں آوے
جب بخت جگر دیدہ خوبا رہن آوے
کیون شاہر گل باغ سے باز رہی آوے
ہر ایک نفس الجھا ہوا تار میں آوے
ایو آوے اگر معرض اظہار میں آوے
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آوے

غزل

جس انسان کو سک دینا پیا
مقدور ہی یہ گرسو و زیاں ہم
سراغ عمر فستہ ہو تو کیونکر
رہ گم گشتگی میں پہنچے اپنا
رہا پیڑھا مثال نیش کتر دم
احاطہ سے فلک کے قنوک سے
چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا
وہ از خود رفته ہوں جب کو خوی سے
کئے کیا ہے زخم دل ہمارا
کبھی تو اور کبھی تیرا زخم
مرے طالع کی وہ گردش ہر جس سے
فرشتہ آسکا پیان پیا
تو پہنچے پان نہ کچھ کھو پیان پیا
کوین جنگا نشان پیا پیا
غبار راہ بھی غمت پیان پیا
کبھی کج فہم کو سید جان پیا
لکھا ہے مگر رستا پیان پیا
نشان پر صبر و طاقت کا پیان پیا
خدا کی مین اگر ڈھونڈھا پیان پیا
دہن پایا لب گو پیان پیا
غرض خالی دل شیدا پیان پیا
فلک نے بھی قرار دیا پیان پیا

کھین یا نہ پائیک یا	نظیر اسکا کمان عالم میں اور ذوق
غزل	غزل
<p>سب کچھ نظر آیا جو ہمیں تو نظر آیا سر و لب جو آد لب جو نظر آیا کھلایا ٹپکی آنکھیں جو کبھی تو نظر آیا جسم افزا نہ یا ہو نظر آیا آرام نہ ہرگز کسی پہلو نظر آیا اٹھتا ہوا شاہین تر ازو نظر آیا ہم بھول گئے آپ کو جب تو نظر آیا دیکھا تو صبا سے الگ تو نظر آیا</p>	<p>دل صاف ہوا آنسو نہ رو نظر آیا گشتن میں نہ جب ساقی و لہو نظر آیا حور و ن کی طرت لاکھ ہوزا ہر کی توجہ حکیرا نیلے افلاک بہت ہم فتر سے بنیابی دل نے بغل گور جھکا ئی وہ رتو غلا لٹتے تھے ہم اعمال جو تو لے دیکھا نہ ماہوش ذرا بھی تن و جان کا جوبات ہی ہر نہ ہر بہت ملت سے جدا ہی</p>

سلام

<p>ایر اسلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا زخم جوت پر لگا تھارو سے خندان ہو گیا مثل سہا بر غباری میں وہ نہماں ہو گیا غم یہی تھا خانہ بخت سیر ویران ہو گیا حاک و خن میں جب بر شہر سلطان ہو گیا خون سے تر عمامہ شاہ شہیدان ہو گیا بادشاہ ہند سید شاہ ایران ہو گیا</p>	<p>چرخ پر ماہِ محرم جب نمایاں ہو گیا بلغ جنت کو جلیں گے یہ خوشی تھی شاہ کو گرد و صحرا کی ٹپری جب چہرہ شہید پر کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سچا کو ہل گئے کراڑ و سما اور عرش پھلانے لگا تیرا ک ظالم نے مارا جو سر پہ نور پر آرزو گو یا کسی ہی فضل علی سے بیرون</p>
--	--

غزل

<p>تجر وادی امین قد با لا ہوتا غش غیش آتے جو اس عہد میں نہ ہوتا</p>	<p>باتین اللہ سے کرتے جو وہ گویا ہوتا میں تو کیا دیکھے وہ بھی تجھ شہید ہوتا</p>
---	---

ور نہ تم ویکے مہیلا لب وریا ہوتا
 ور نہ تہ قطر ویکے جسم مہر وریا ہوتا
 ہم نہ ہوتے تو یہاں نامہر سنا رہتا
 جان جاتی تپ فرقت سے تو اچھا ہوتا
 شکل دکھائے جو تم اور ہی نشا ہوتا
 دستہ داغ نہ کیوں کر مجھے یہاں ہوتا
 ہم کسی طرح نہ پہنچتے جو سچا ہوتا

امروقتہ جلتے کر کے لی کہ نہ سکے آنسو
 نا توانی سے بھی جان کہ آنسو نہ بیت
 نیستی با عیش شہرست ہر مثال نیست
 ایسے میں عینیت سے گذر کہ نہ ہوتے
 پر وہ پوشی سے رہا آپ کی پردہ سب کا
 ہوش و حشر میں لا جا رہے عریان فی
 لپٹی تھکیر ٹپٹیوں کا نصیب چاہے قیامت

اس طرح کا سب کو چھو کر یہاں کھاتے پھرتے
 اپنے قاب میں چاہی مرقی دل پہا ہوتا

مخروخی و افسوس

ہیں کیا کہوں جو میر و خاقان لے گئے
 کیا انکو بھی خون تھا جو گھاسے ہوتا
 کیا انکو بھی سفیروں سے دیکھ اوسکو رو دیا
 کیسے چہرے میں آئے کہ چہن چہنے مانع سے
 ہم روکے گل تھی دیکھنے پائے نہ پانضیب
 طوفان اٹھیکا قبر سے ہم خاک میں اگر
 شب بہر تیرے اشک یہ ہم پر پیاس کے
 بہر تھا اس چہرے سے نفس مجھ پر سیر کو
 اس قتل کا دیاس میں کیا کیا نہ شقی
 منتظر آغوش کے کیا کا شہر
 آہو ختن میں دست دین جو سب کے شہر

لاکھوں جہاں سے ساتھ یہاں لگے
 ثابت نہ اس چہن سے گریہاں لگے
 میر تقی جو سوئے گل تان لگے
 دامن میں اپنے ہم گل سوان لگے
 ہلو بہار میں سوئے زندان لگے
 ساتھ اپنے اپنے دین گریاں لگے
 انکھوں سے دیکھ گوشہ داناں لگے
 کیوں یا سوئے گلشن ویراں لگے
 گردن پہ تیری تیغ کے احسان لگے
 مرغان خوش نوا تو مری جان لگے
 شاید کہ بونے زلف پر نشان لگے

نار ہو اور سر ہو اسکو دروغ فیس

ماحق ہوس کو سوے بیابان لیک

تشریف آوری شاہراہ دلوگنا قہر

ہو شاہراہ ہر گلشن ہر سار اکھنڈ
مثل نخل خندان ہر شاہی ہر گل فیروز
ہو جوانان ہر بنی بارہ نیست نیست
ہو سرگرمی و خوشی ہر کشتان گمنام
ہر ایک ہر کیا صفائی ہر درویش و پادشاه
ہر پادشاہ آگیا ملک اعلیٰ ہر پادشاہ
ہر کیا اقبال ہر کیا جاہ ہر کیا خوشان
ہر درویش و دولت کا دریاں ہر یہ دار کو ہوا
نہایت سے کہ سکے ہوا ہر کا ہوا پادشاہ
ہر ملک ہر خوشی و ان کیا اس سے ہر پادشاہ
ہر علم اس درجہ کیا ہر حق تعالیٰ نے عطا
ہر ہوتے انہوں ہوا طوطا و فاطمہ ان
ہر حکمت میں کہ اس سے اس کا کیا جا
ہر کافری پر گرائے کہ بھی فک و فیتی
کیا اور العزیز ہر ایک ہر درویش و پادشاہ
ہر ملک میں جا جا کے کیلا ہر پادشاہ
ہر کسی سے سیاست پیرانی ایسی ہر پادشاہ
ہر عابد و نوازی کا کہ باغ و ہرین
ہر عالم میں ہر فیض ہر کو فیضان

ہر ہرین باران رحمت سے نہال آرزو
ہر عید پر ہر ہرین سب سب ہرین باجے کو کو
ہر جھوٹے ہرین ہر و گلشن ہرین کنا آرزو
ہر مثل ہر تابان ہرین و کانین چارو
ہر قدم پر آئے ہرین ہر و ہرین سکے رو ہر
ہر کہنے ہرین ہر و ہرین خوش ہو ہر کے ہر
کیا حقیقت قیصر و خاقان کی سکے رو ہر
ہر داری کی رکھتا ہر سکے در آرزو
ہر تاج سے اس کے ہر کتا پانی آرزو
ہر غیر ممکن ہر کہ ہو ہر چشم دریا آرزو
ہر عالم و فاضل کی کیا طاقت کہ ہر کشتگو
ہر تکلف دل سے شاگردی کی کرتے آرزو
ہر درویش و پادشاہ ہرین ہر جا کے زبان ہر کشتگو
ہر کاشہ خوشید تابان ہرین مثل سکے ہرین ہر
ہر ملک و کچھ ہرین ہرین ہرین ہرین چارو
ہر دشت و دریا کا تاشا ہر کہ کے رو ہر
ہر قہر سیا جان عالم ہرین ہر سب کشتگو
ہر چاک چپ گل ہر تاشا شک ہرین سے رو
ہر پانی پانی ابر نیسان بھی ہر جس کے رو ہر

جام ہر خورشید حسین آسمان بجائے سید
واہری تاثیر زرین ہو گیا طوق گویا
مشک نافہ کی چھپائے سے کوہ چمن چہتی
پائے خم چلنے لگے اٹھنے لگے دست ہر
ہیج و تاب موج سٹ جات کہ میان بحر
مٹیوں کی آست ہر بحر کے طرفت و فتن
خون دشمن سے ہر تیغ قہر اسکی ہر سر
کاپے تین خواب بین بھی سید کی صورت
جات کر افراسیاب و گیو و ستم کد
ٹھوکرین کھاتی اہوئی پھرتی ہر جسکے روبر
ہر جو زرین عاری کیا ہر اسین گفت گو
کس طرح نجائش دریا ہونا میں
ساتنے مدوح ہوا ستادہ ہر قلوب
جب تک گلشن عالم میں جوش نگہ
خیر خواہوں کو سٹے ہر دم زیادہ
کر وہ فیض مقبیرم شہزادہ لندہ

اشدر زیناد ہر اسکی سخاوت کا وسیع
ذکر قمری نے اگر اسکی سخاوت کا کیا
خلق عالی اشکارا ہر تمام آفاق پر
بے انصوں کو دے اگر طاقت وہ ہر دم و ہر
صورت بخش کوے وہ باغ عالم سے جو
لائے جب لب پر نازی و کرا کے فیض کا
و یکسر بینہ الطاف فطرس رو سفید
کیا شجاعت ہر تمام آفاق چھپایا عجب
تیغ وہ بڑاں کہ روز جنگ ہر زن سر
توسن چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق
خیل کا تیرہ کین ہر آسمان سے بھی بلند
گفتگو سے کہ کیا کوئی تعریفوں کا حصہ
واسطی وقت دعا ہو کر یہ خالق سے دعا
رنگ و بوے گلشن حشمت ترقی پر
کالعدم ہو جائیں جو بدخواہ مین سرکار کے
صنع تاریخ آمد فارسی مین یون ہوا

غزل و معرفت

برابر ہر دنیا کو دیکھ نہ دیکھ
کہ جسکا کسو نے کہو واندیکھ
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھ
رے عشق مین پہننے کیا کیا نہ دیکھ

تجھی کو جو یان جلوہ فرماندیکھ
مرا غنچہ دل ہو وہ دل گرفتہ
یگانہ ہو تو آہ بیگانگی مین
اوسیرا محبت لاسٹ بلا مین

<p>کھجور داغون نے سر و چراخان تھا فل نے تیری پہ کچھ دن دکھائے حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم شب و روز اے در و در پہ ہوا کے</p>	<p>کبھو تو نے آکر تھارٹا نہ کیا اور تو نے ہرگز نہ کیا نہ کیا گھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ کیا کسو نے جسے یان نہ سمجھانا نہ دیکھا</p>
---	--

افکارِ ثبوت

<p>نہراں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہرا ہوا بدل گئی رحمت تو میرے روتے کو چمن سے دہر کے مجھ ناتوان کی خست ہر تیر زمین عیب زار لے گیا کرتا چراغ مہر کیا آہ سردے خاموش عطا دیا شب غم نے بعد مرنے کے ترنہ اللہ ادر گیا عاشق</p>	<p>بہار کیسی نشاں بہار تک نہرا کڑل میں پیر فلک کے غبار تک نہرا کہو گلون سے گلشن میں خار تک نہرا وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہرا بدن میں پیر فلک کے خمار تک نہرا کہ کوئی عضو سلامت نشاں تک نہرا وہ کیا شرب تھی جس کا خمار تک نہرا</p>
--	--

حرصِ دنیا

<p>سیر میں جیسے گسں ہم حرص میں پائیدار رقی کا خدا من خدا شایر کلام اللہ تو مقبر و نمین کہتے ہیں کے انکھوں سے روز سپہ رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں بار کاسر می طغری غیبت محبت دوستی بیک کھیر کھلی ہیں کہ یہ ذکر دیکھ گیا آہ</p>	<p>واغفلت اس سہ زمان میں یوں فرزند ہیں تسیر اپنی صورتوں سے اور ہا جتنہ ہیں یہ پرادر یہ پیرینہ خویش یہ فرزند ہیں سو جتنا اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں جس کے یہ افعال ہیں وہ ہی سعادتمند ہیں منگین جب انکھوں میں تب بدھو رستہ ہیں</p>
--	---

پریشانی میں استقلال

<p>ایک تیرا دل صبر نہا کہ نہاں ہوں میں</p>	<p>سونا کچی یہ کہتا ہے کہ گرد و بار انا ہوں میں</p>
--	---

<p>سراغ رفتگان کو چھ کوئی مجھے تو بلاؤں ترسے مانند نالہ کر سکوں ان میں بھی ای بل ہوسخ کا کو بھی ہر نام کی پرچسپہ پو پتہ تو صبا ہوں تو کل ہوں نور ہوں ہر نام کی پرچسپہ و غایہ نامک کہ چون کھڑا کتا تھا صحرایین کہا کل اس کے یوں رہا ہے چٹے وقت آخر ستر و سہ تیری نافرمانی کو چھوڑ دینا چھوڑ دینا</p>	<p>مثال نقش پاکر جہاں میں میں باک میں و سہ یہ نگاہ تاج کی تجھے ہر نام ہوں میں یہ ہر نام و نشان ہر ایک نام و نشان میں ہر ایک میں ہر ایک میری ہر ایک ہر نام ہوں میں کوئی دن ناقہ لیلی کا یا رب سہا ہوں میں کہ آہ اوچھوت تیز و گونا گونا ہوں میں ترسے و تباہ و خستہ بیٹھے گئے رول ہوں میں</p>
---	--

شکستہ و دردی خود

<p>خطائے خیر نہیں کچھ بخت کا ہر قصور وہی ہوں میں کہ اوائل میں سر ملاتے تھے وہی ہوں میں کہ بے قصہ بی بردار انشا وہی ہوں میں کہ جسے خانہ زاد تھا صاحب وہی ہوں میں جسے نگین نے اپنا بیچے ان وہی ہوں میں کہ جس جس سے شاد و شاد وہی ہوں میں کہ جسے سپر سوز سلیم وہی ہوں میں کہ جسے سپر شاعر شعرا وہی ہوں میں جسے مرزا قاتل سحر بیان وہی ہوں میں جسے شہنشاہ نے کسے تباہ وہی ہوں میں جسے دیوانہ سرب گز نام وہی ہوں میں جسے فائز نے بے پروا و بے وہی ہوں میں جسے جرات کی نور تابان</p>	<p>اگر جسے طور تین نہیں مرزا حضور ہر ایک مطلع رنگین پہ جسکے اہل شعور سمجھ کے دل میں نہ آتا تھا کچھ خیال غور لکھن میں بنی شرمین اپنی کیم طور شعور و کھاسے اتھامی کیا ہر دفعہ خطور کسی نے غیر ستائش نہ کچھ کیا مذکور کرے ہر یاد و بلفظ ستائش موقوف کہے ہر نام جو کچھ آجائے ہر کھی مذکور کرے تھا طبع پر اپنے بدوستی نامور اگرچہ تھا وہ نہایت بشاعر معرور لگے تھا سر کو حجام نے میان راہ زور کہہ کہ شیعہ خد سب انہ جمہور کہ سن رنجستہ میں بھی ہر بہ جہاں پر زور</p>
--	---

<p>ہی ہوں میں کہ رہا جسکی نظم و کوش پر اب سخن میں مرے شاید آگئی سردی جب محاش ہر آن و شان کدل کی پاؤں فام کی کیا اس کلام سے بگلو</p>	<p>مشاعر و نثر میں ہمیشہ شور و فزون کہ انکی شور و شہین ہو گئی کانور اس انکا وہ یہ کچھ بھروسہ میں دل میں شور شناسے شاہ سلیمان کر اسی فلان مہر</p>
--	---

سردی کی ہتھوڑ

<p>سردی اب کی برس ہر اٹنی شدید پسرخ کی اطلسی قبا پہ پیش جتنا عالم تھا کاشمیر ہوا ان دنوں پسرخ پر نہیں ہر نہ ہر پرنے کو کہتے ہیں سب یار ایک دیکھا جو غور کر کے میں آپ فی پر جس جگہ کہ کا ئی ہو کہ سب بے بے بھر میں ہر آب کس پانی میں یوں ہر کس نے یہ میں ہر نہر باغ میں اس دم سچ سے کاٹا ہر آب وہ چند ب سے جا رہے سے پڑ گیا لا آئے باتے ہیں دیکھ سنبھل کو لکھ گل پر صبا تہیب برو ٹیسے برگ تاک تھڑکے تمام خند صبح جان کھوتی ہو</p>	<p>صبح سٹکے ہر کا پتہ خود شہید نہیں یہ کہکشان ہر دائرہ کش بلکہ کہیں کہ زم زم پر ہوا گو و میں کا مگر ہی رکے ہو سپہر ٹھنڈ سے ہر جہان کے دل میں ہار نکلے ہر ٹھنڈ سے آسمان کے بھاپ سبز و شال کی رضائی ہو برف کی ہو رکابی ہر گرد آب رتھی ہر زیر شیشہ چون شہر بچہ بچہ ہر بچہ بچہ سے کم آب میں اس قدر ہوئی ہو گزرد سردی ہر داغ عشق چون لا لا گھڑی ہو جاوے گل کے غنچہ میں ہو بھری بھرتی ہو ہر طرف دم سرد بلیں مر رہیں اگر کے تمام تیر سی دل کے پار ہوئی ہو</p>
---	---

جو بھی جون بید خطر خراتی ہو
 موسم دیر ہی یار ویا بھو چال
 گو دوں کے بیچ چھٹی پھرتی ہو
 طرح یا قوت کی آب انگار
 لپٹی رہتی ہو غزل میں بھی برت
 کاسے کمل میں ات کاٹے ہر رات
 ابرو و شش ہلچل بالابو شش
 پہننے ہو واسطے زمین کا ف
 ابر میں یوں ٹھہر کے رہا جو
 جون کسوٹی پہ سونے کی تجربہ
 نہیں مل سکتے گرم ہو دو شخص
 وہ تو جا رہے ہی سے کہے تو تب
 دست زیر قبیل ہر شل
 ہیں پیسے پروے ویکے ہر نقل
 ٹھنڈے سے پیچھے ہر سودم
 ناک سے چھوٹا نہیں مال
 گھر سے باہر نکل نہیں سکتا
 ٹھنڈے کے مارے جان سکے ہو
 جس طرح ناشیاتی وانگو
 سٹ گیا زہریر کا بھی گھنٹ
 شہر بھی گر خاک ہوں رکھ معذہ

جھلک اب گاہ جاتی ہو
 کاسٹے ہیں درخت و ارض و خیال
 آگ بھی ٹھنڈے ٹھہرتی ہو
 یہ حرارت ہیں سردی کے مارے
 جا رہے گئے کالج تک ہر رشت
 دن کی گنتی ہو وہو پ میں اوقات
 رہد سردی کے ہاتھ گرم فروش
 برت پرتی نہیں فلک نکلت
 شب جو زندگی پہ برقی آوے
 کیا کروں اسکی یارو میں تفسیر
 ہر گشت حال ہو جو شخص
 گر کسی شخص کو مرض ہو اسباب
 فرط سراے دیکھے جس کو
 منعموں کے گھروں میں آج اوکل
 پہننے ہیں تمور اور قاسم
 اسید جا رہے سے ہو یہ انکا حال
 کوئی آب جاسے چل نہیں سکتا
 پھر جو کوئی ندان نکلے ہو
 لینے رہتے ہیں رونی میں مجبور
 غرض ایسی ہی کچھ پڑی ہو ٹھنڈ
 سودا آخر ہو سردی کا نگو

ہو گئی ہر زبان بھی اولاً

تسکے جا ہائیں ہر اب بولا

گرمی کی جو

آتش ز رنگ پر ہوا نوروز
چمن آرا ہو شب برات کی دھوم
شاخ گل پھل پھری سے ہر زمین کم
کف نرگس پہ چھٹی ہو کتاب
اسمین ہت پھول کے سے ہینگے چنگ
گویا چھٹا ہو داغے مین انار
اسطرح جا ئی جوئی کسب چھوٹے
دی ہو آتش ستاروں مین یک نخت
چھٹ رہی ہین ہوائیاں نہ پر
ہر چکا بوکا حوض گھن چکر
جون بھیا چھٹے ہر لے لے دم
اس طرح چھوٹتے ہین جون چھکے
چھائی پر جون گرے ہر نرگس جار
منہ کھلا ہی رکھے ہر جون بطور
ہو رہے ہین کیا ب مرغ چمن
نورے گویا پڑے ہر سوز و گداز
پر قمری ہو مشیت خاکستر
پانوں اُسکا ہر آب روان
لسب جو پر ہر عکس کا خال

کسوں ہوا اس قدر ہر عالم سوز
اس کی رُت سے یہ ہو ہو ہو معلوم
گرم ہر یہ ہر کا موسم
ہر ٹانگا چھٹے وقت کلاب
بستہ گل کا کیا کہوں مین نگ
خچے کتے ہین یوں ہو آتش بار
جلد سے دین جون خبیلی کے بوٹے
سورین تینیدون کے یہ چمن مین درخت
کر و صد برگ جعفری سے نظر
میں بولے ہر پانی پھر پھر کر
کیا مین فواروں کا کہوں عالم
شور پانی کرے ہر رہ رہ کے
نگ پریوں ہو ایک آب کی و حار
میں آبی چمن مین اب جو ہر
گر لڑک پر ہو میخوڑوں کا من
طوطی کی گرسنے کوئی آواز
طائروں تک ہر چہ ہوا کا اثر
سرو کا حال کیا کروں مین بیان
بدش ہر یہ ہر مین سال

ہر عرق اس سے بھی گلوں کے تین
 رنگ گل اسطرح درخشان ہے
 لالے کے ہر چرغ پر اس آستان
 ہر حرارت گلوں میں اب یا شک
 پانی کو بلبلین پسین بھسکی
 شاخ ہر گل کی ہو گئی گل ریز
 یہ نہ لالے کی پتی جھڑتی ہے
 گیا تالاب میں ہر ایک کنول
 جگہ میں بلبلین رہ گیا ہو کاٹھ
 بوند کو دل صدف کا ترستے ہی
 ہر پسینے سے میخوون نکاہے حال
 ہووے جس سال یہ بہار کا رنگ
 شفق آفتاب شام و سحر
 مہر کے پرتو کی کیا کروں تقریر
 ہووے تنور چرخ پہ گرم
 ساغر مہر گرم ہر یان تک
 رہی تپ اور ہوا کی یہ تاثیر
 پی کے تبریدیون کے رنجور
 گلخن گرم سے زمین تمام
 مہر کی تپ و تاب
 اب زمین پر زبس پڑی ہو دھوپ

گرچہ نکچا نسیم چھوڑتی نہیں
 ہر خیاں ایک چراغان ہے
 لٹ وھوین کی ہر شاخ نازان
 نہیں شبنم یہ سہلی ہی جیکاپ
 طفل غنچوں کو لگ گئی چٹکی
 جگہ آہ سبزہ نو خیز
 آگ جاتے تھکی پڑتی ہے
 کنول کا غدی کی طرح جھل
 روشنی کا سادار سبت ہے ٹھانہ
 ابر نیسان سے آگ پرستے ہی
 یا وہ گویا ہر آب درخشاں
 آگے گری کے کیا کہوں شمع
 آگ دے ہو جہان کو کھیر
 جوش کھا جون او بل چلے ہر شیر
 جھڑی تان مہر ہو کر نرم
 شیشہ آتش ہو ہو ہر فلک
 غل دیوانہ ہو قلاوہ شیر
 شمع کو نفع کیا کرے کا فور
 چرخ لے سروخانہ یک حمام
 ماہی جون موج آب میں بتیاب
 سرسوں کے کھیت کا سا ہے کچھ رو بہ

خوردون کی چال کا یہ حال
سایہ کی تیسرگی پہ کر تو نگاہ
میں سے اندون میں آ کے بجان
زمین سمجھے ہر قسمت کی ہر آن
سندر کا صرف کر کے جواب
پانی پی پوٹھیے عسرق ہر چند
نہال کا تشنگی سے ہی یہ حال
وہی نیت اُنھوں کی بھرتی نہیں
شکل زکس ہر سب کو حیرانی
ہو سوچے ہر دل میں تشنہ آب
نیک یا قوت کا زبانی ہے
پانی کتنا ہی پیٹ میں ہوا ب
آتش سے دھون کی جگہ ٹی ہوا ب
راست سووے زمین پہ جو انسان
کہ ہاڑتی ہے یا خدا کا قہر
بادشاہوں کی بادشاہی ہے
سیک مانگے ہر شہر میں جو فقیر
کئی بندہ خدا کا ایسا آئے
سیک ہوتی ہے جیسے گڑی دوپہر
ہو کے گرمی سے جب یہ حال جان
سرد خانہ کو پوچھنا ہر خط

جون بچھائے ہوں آگ چھال بدل
قرب سے دھوپ کے ہوا ہی سیاہ
گل نور شید نک ہر روگردان
توے کی بوند نوح کا طوفان
صحن یک خانہ کبھی چھڑ کا ب
رے کنکر کے کوزے کے ماتم
طفل کو مشک اور جوان کو کچال
پیاسے مرتے ہیں پیاس مرقی نہیں
نہ خرتے تک بھرا ہوا پانی
بحر کو منہ لگا وے مثل حباب
آب آتش کی زندگانی ہے
شکل آئینہ خشک رہتے ہیں لب
کلی ہر آب سیاہی لے کے دوات
کروٹیں یوں لے جو تھے پریان
کیا کہوں تجھے میں کہ شہر شہر
اگیا بیتال کی دوہائی ہے
مبدم اسکی ہی یہی تقدیر
مجھے سبکیں کی اب لگی کو بچائے
لگہری دھڑ دھڑ جیلنے دہر
کہ کوئی زندگی کوے سو کہاں
آگ اور چھوس میں ہے کچھ بھی رلے

غصہ میر تم خار جاے امن نہیں

اب کچھ آرام ہی تو زیر زمین

موسم رحمت افزا

زست نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
 زبان سے فکر اگر چھڑیے تو پیدا ہو
 ہوا یہ لایع جہان میں شگفتگی کا جو شش
 کرے ہر والہ غنچہ و رہزار سخن
 کچھ انبساط ہو اسے چین سے دو زمین
 اثر سے یاد باری کے اہل اسے ہیں
 شکلے لگتے گے گہو شرارہ تخم نشان
 زمین پر گرتے ہی لے آئے وانہ برگ و ثمر
 ہوا یہ دوڑتا ہی اس طرح سے ابر سیاح
 یہ خار و شست بھی مٹی میں فرش نخل ہی
 یہ امن ہی طراوت کہ دو دو گونج بھی
 یہ آیا جو شش میں باران رحمت باری
 ہر ایک خار ہی گل ہر گل ایک شاد عیش
 ہر ایک قطر شبنم گہر کی طرح خوشاب
 کرے ہر صبح شکر خندہ اس کے ساتھ
 ستوارتی ہی جو شام انہی لٹ شکیں کو
 نہال شمع سے ہر شب کو چلتی نکل شبو
 شمس چراغ تو ایسی منسی میں پھول پھیرن
 رہے ہر خنجر پہ ہر صبح جو صبح وحی کش

عیان ہو جامت سے تحریر غمہ جاے حیر
 نفس کے تار سے آواز خوشتر از ہم وزیر
 کلید قفل دل تنگ و خاطر دلگیر
 چمن میں موج شبنم کی لکڑی ز غیب
 جو وا ہو غنچہ رنقار بسبب تصویر
 زمین پہ ہمسر سنبھل ہی موج نقش حیر
 تو شبر فیض ہواست ہو وہ بزم شہر
 جو ٹوٹے لٹکتے زباں کے شجر ترو
 کہ چلبے جانے کوئی پیل شے زنجیر
 ہر ایک تار گ رنگ بھی ہوا رحیم
 برتاؤ تھا ہر آتش سے مثل اسطیر
 کہ شگ سنگ میں ہو سنگ یدہ کی تاثیر
 ہر ایک شت چمن ہر جن بہشت نظیر
 ہر اک گہر گہر شجر مرغ پر تنویر
 کہ جب طرح بہم آمیختہ ہوں شکر و شہر
 سواؤ شک خلق پر ہر لاکھ آہ گویہ
 بہار عیش میں گلچین کی طرح گلگاہ
 حیاتے رنگ گل آفتاب ہو تینہ
 بدین درازی ریش آفتاب ساعہ

عین نہیں جو کہ رایتی زمانہ سے
 پہلے کے کلشن میں بیڑھوں سے
 زکس و گل جلوہ صبح و صبر
 شمع پیش سے ہی یہ زمانہ عطر آگین
 سحر سے حوت لنگ جابجا ہیں تصویرین
 بہات سستہ سے نرم جہاں پر وسعت جوان
 نظام و شمع عشرت کا اسقدر نائل
 ہر ایہ مدرسہ یہ نرم گاہ پیش و نشاط
 عین نہیں یہ ہوائے کہ مثل فن صبح
 بل لگی ہو عادات سے تلخی دارو

خانی خیمہ ہون تاک و خارہ بیدار گیر
 کہ آتی ہو نظر اک قدرت خدا سے قدیر
 نسیم و گنت گل منتظر لطیف و شہسیر
 کہ قریب غنیر اگر ہو زمین نو گریب
 تباہی عالم بالا بھی عالم تصور
 کہ ہی جو ہم نشاط و سرور ہم شہسیر
 مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے نشیر
 کہ شمس باز غدی جا بیٹھے ہیں بدشیر
 کر کے اگر حرکت موج خستہ تصویر
 شراب تلخ بھی ہو کوشون نو شکر و شیر

صفت و طریق معالجہ

طریق معالجہ یہ ہے کہ ہر دم
 خوار و خن طبابت کا بیان تجھے کروں
 کہ جس میں ہر اسبک ہر شخص مرض
 و ایتھ ہر طبابت و ہی شخص طبیب
 شیش بنش سے اور لوگ فارورہ کے
 او یہ ہیں کہ تنقیح خواص ہر دم
 ہر ایہ کر غور واد اوہ کرے
 ہر پتروں سے مرکب ہر بدن انسان کا
 ہر سے ان چاروں میں ہو متجاوز تہ
 یہ لازم کہ کس کا سبب اس میں جو ٹہرین

متفق اس سبب طبابت میں جہاں میں باہم
 فہم کے گوش تو اسبک جو ٹہرین ہر دم
 یہ نہ جو میں تو ہر سبب سمجھ اسکا قلم
 جو کما فیغی ان خیر و ان کا ہو سکے علم
 ہو و سکے فی الفور جسے اہل مرض مستفہم
 ہو و سکے ترکیب مرکب و وزن سے ہر دم
 اور ٹھو طرحے آب و ہوا و موسم
 دم و سودا ہر ہر اک ہر دم صفا بلغم
 حکما کرتے ہیں انسان کا مزاج اس میں فہم
 ٹھہرے جو غلط کریں اسکا تہ ارک پیہم

معد ششہیں دوا کیجئے مرض کی بالشفہ	حفظا صحت کے لیے ششہ ہر وقت
غور اخلاط کی کیفیت و کیفیت پر	ہونہ منظور جیسے اسکی دوا ہوتی ہو
زیادتی چاروں میں جسکی ہو مرض کا سبب	عقل کی روت پر بدبیر ہو اسکی اس
رکھ کے فطری طبیعت کی مرض برقت	تمتھ کر کے مناسب کرین اس غلط کو
قاعدہ یون ہر پھر آگے رو شفا آئے گا	جیسے ہر قبضہ قدرت میں علاج

شاعرانہ مذاق

۳. نہایت جوش یر دریا جو انی طبع موزوں	جہان میں شور و ہل و فغان جب ہو مضمون
نہ تھا اسی جنوں گریاس بگورج مجنون کا	تپا لٹا نہ دامن کی طرح و اماں اموں کا
اسید ویم میں احوال دل ہر دم دگرگون ہو	کبھی پیر و کبھی بھگت کبھی بندہ ہو قاری ہو
و کیوں کیفیت افسردہ ہم مستون کو حال	ہر اک خزانہ ہمنیہ میں بدینہ ہو فراطول کا
حرارہ جب دماغ جنون لانا ہو صحرائین	بگو لے دھو دھت پھر تھیں سایہ چھین کا
ہاوس دہرم مستون ان ذروں خالصہ	خدا حافظ ہر ساقی شستی صعبا کما گون کا
پیشہ ہون مرا بجان اسیر دم سخت اہو	بہت اعلیٰ ہو پھر صبر تمہارے قد موزوں کا
شب تار لحد ہو در روشن انی نظرون میں	بڑا اندھیر ہو سودا ہوا زلف شگون کا
حقیقت میں لہو اوڑ کر ادا مانا قل پہ	قصائے لکھ پاشخوئے محض مرے خون کا
فقیر مست میں شہرت کیفیت میں شجرین	کبھی طرہ ہو خبری کا کبھی گھو لاہو افسوں کا
لایا خاک میں گرد و نجس کس نام و رگو	نشان بتا نہیں ہے قہر شید و فریدوں کا
ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہونا ہے پر	کہ خورشید فلک را ہی اپنے بخت و ارشوں کا
بند نیست عالم ایک چشم حقیقت میں	حصہ قصیر مہیا نہ تاخت فریدوں کا
چمکی گریو نہیں ہر ذرہ بیا بی مرسل کی	بدل جائیگا عالم چاروں میں بی مسکوں کا
دل سوز دوا نہ پائے چھوٹا چھوٹا ٹیگا	ہر اک حلقہ کی کالاجیل نہ زلف شگون کا

صہبای حیران میں ہم کہ بیخود ہیں یا تھوکنے

ایکدرا کہہ رہا ہے اپنی طبع مفتون کا

ایضا

۳. طبع کو کرتا ہوں میں کوڑا کیا کیا
 اس دو کسے کوئی نزع میں اتنا بوجھے
 ورنہ دل سے ہر آن آف شب نہائی میں
 سچ و تاب دل عاشق کی نہ صورت بگڑی
 کسا کیا نہ کرا آکے خزان نے برباد
 سر نے پر نہ دیا آنکھوں گن گردون نے
 دن نہ ہو جائیں رہنے میں ہزاروں دریا
 طاقت فقر سے ہم نفس پہ غالب آئے
 بیکہے میں جو مجھے لگی قیمتے یار
 سرم سے سزا اٹھایا ترے سر سے آگے
 حال و دل کا جو گستا ہوں تو وہ کہتے ہیں
 دل کو برتا ہوا صاف جگر سے گذرا
 ملو زار کا جو روک میں بہت خشک ہوا
 رما صبح سکندر کو دیے ہیں صدے
 سکے چنے کو انگوٹھی سے نہ بدلانے
 جہودار صبا خاک مجھ آوارہ کی

ایک اک گام بہاڑ تاج پہ گھوڑا کیا کیا
 ساتھ کیا کیا لیا اسوقت میں چھوڑا کیا کیا
 ہلے رہے تھکتے ہی یہ چھوڑا کیا کیا
 زلف کو یار نے دھروہ کے غروڑا کیا کیا
 زر گل کا نہ ہوا باغ میں توڑا کیا کیا
 زندگی میں جو بیٹھتے رہے جوڑا کیا کیا
 چنے رو رو کے جو دامن کو چھوڑا کیا کیا
 لنگر اس دشمن شہ زور کا توڑا کیا کیا
 خشت خم سے نہ شوریدہ کو چھوڑا کیا کیا
 باغ میں گل کو صبا نے بھی چھوڑا کیا کیا
 چشم پر آئے طوفان ہی جوڑا کیا کیا
 ایک تیرنگہ یار نے توڑا کیا کیا
 دامن تر و لے لے کے چھوڑا کیا کیا
 آئینے سے بھی جو شہ یار نے توڑا کیا کیا
 ہاتھ رکھ رکھ کے سلیمان کا ٹھوڑا کیا کیا
 آج کف لائیگا اس ترک کا ٹھوڑا کیا کیا

نیرنگی زمانہ

ہمارا آئی کلے ہر چند وہیں جو چمن گلستان
 ہر وہ خاطر ہو میں خط جو سودا منگ پران

وہ لیکھ کل جہانوں میں ترائے بھی خمد بیان
 بڑھے ہیں چاک پیر کی کہ ہر زبان نیران

<p>ہو بہین صرحت چارہ سازئی طباخان پریشان طوفت بین چو گاہ چہم شارسو ہین غنہ جان سر روستہ ہر لغزش ایستہ بر قناد کی کہ چہ تعلق پاکہ لسن نہیں رہی تہمت گریبان چکارا ہر خیال نازہ کو خواہشات ہر غرور نہید چہر و ساق زنگی کا سہیلے ہر کارور بلندیوں پر غرور علی جان ہین آفتاباں ہر حوصلہ مطلع کہ جسکی غفلت ہین شکر گاہ</p>	<p>فساد از تہمت باندہ شرو کیا باغ غفلتوں کا گنہاں بونہال کی لطف سخن فرج از خود ہر کچم سبب و ساق چہا کہ ہین کہ ہی ہر بان ہین رہا ہین کو غنہ ہی ہر کیا ویرانی نے ہر گسارے نہاد ہر دینا ہر کوس کو دینا نہاد ہر چہ چہ نہیم خستہ چکر ہی ہم شمار ہر نوید غفلتوں رہا نہ فیض نہیم شکر شکر ہین ہر خوش غریب شکر ہر خیال ہر غور ہر چہ ہر</p>
---	--

شعبہ بازی قلم

<p>ہم سے ہر کچم ہین پیوند ہر بان کیا کیا ہر دم ہین ہر کچم ہین ہر کچم ہر کچم رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور سوا اہل کس کے شکر ہین تو کس کرین نصیب سب ہین رزق ہماہ طعمہ زانغ کردہ خواہش ہر باوی دل عالم طلبتہ ہین نہ لا شہد خوان و نیاست تیرہ ہر کچم ہین کچم ہین کی نہ مثال ہر لرون کہانہ ہین کچم ہین گاہ چہا ارادہ و شکر کا شکر ہین جب کہانہ</p>	<p>ہم سے ہر کچم ہین پیوند ہر بان کیا کیا ہر دم ہین ہر کچم ہین ہر کچم ہر کچم رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور سوا اہل کس کے شکر ہین تو کس کرین نصیب سب ہین رزق ہماہ طعمہ زانغ کردہ خواہش ہر باوی دل عالم طلبتہ ہین نہ لا شہد خوان و نیاست تیرہ ہر کچم ہین کچم ہین کی نہ مثال ہر لرون کہانہ ہین کچم ہین گاہ چہا ارادہ و شکر کا شکر ہین جب کہانہ</p>
---	---

شعبہ ہر کچم ہین ہر کچم ہر کچم

<p>ہر کچم ہین ہر کچم ہین ہر کچم ہر کچم ہر کچم ہین ہر کچم ہین ہر کچم ہر کچم</p>	<p>ہر کچم ہین ہر کچم ہین ہر کچم ہر کچم ہر کچم ہین ہر کچم ہین ہر کچم ہر کچم</p>
---	---

یا ہند کو گلشن بہار کے ایسا
 بار باغ میں کیا کیا کھلا رہی ہر گل
 سن میں کیے اشارہ جو سو نخل حسنا
 باض دھرمین بھرت تو سایہ کی صورت
 پس میں بات جو سیکھ کر نہ سے بھول چمن
 زمین پہ دانہ جو چھینکا تو گر کے نخل ہوا
 از میں یہ اگر کوئی سیوتی کا بھول
 زمین کو آئینے سے صاف تر زمین چمن
 اس کی گس یہ تیلی کا وقت نظارہ
 ال گلشن تھیر بھی مٹلا میں
 لگا ہی جو شجر بارور میں آکر سنگ
 شوق گل میں عجب بنگ آج گلچین کا
 نسیم بانہ گلشن چاہی کتنی ہوئی
 بان حال سے کتنی ہی موعج نہکت گل
 جہ نہیں ہو کہ گردش ہو چشم ز گس کو
 ہوا ہر قمری سے مارا اگر کوئی موزون
 یہ اکیا مطلع رنگین غزل کا اے کو یہ مطلع
 وہ ہر شاہ تن ہنکے لیے جان ہو
 نخل ہر چمن سلطنت میں قد تیرا
 ہر سرے سایہ میں شاہراہ کہ در پہ پہ
 نہیں ہو کچھ تری دریا دلی سے نہ بچے

کہ شوقی سپرینا سرچمن خزان ہو
 شکستہ منہ نہ تقارعت لب بیاں ہو
 تو ساتھ اشارہ کے اونگی رنگ بجاں ہو
 مرادول نقشب آرزو شتابان ہو
 اب انہوں میں یہ فیض بہار لیسان ہو
 نہو کی سہ سے متاومت حیران ہو
 صفا سے گم غلطان کی طرح غلطان ہو
 کہ اس سے سبز دھار تہ تک نمایان ہو
 جو داغ لائے میں کتا ہی عین بہتان ہو
 بہار کا چمن دھرمین فیسمان ہو
 فکین کی طرح سے آسمین شجر نمایان ہو
 جو دیکھے تو گریبان گل ما مان ہو
 اگر ہو آتش نمرود دم میں لیسان ہو
 اب ان دنوں یہ ہجوم گل گلستان ہو
 جو کیسے بے حرکت ہو یہ عین بہتان ہو
 چمن کے فیض سے وہ ٹسک فیسمان ہو
 چمن ہر سبز ہو آب روان ہر جانان ہو
 فروغ دیدہ ایران چراغ توران ہو
 کہ حسین برگ عدالت ہر بار احسان ہو
 کہ آفتاب کو نزدیک و دور کیان ہو
 کہ موج صحرایہ دریا پہ خط لطلالان ہو

جلا کے خاک کو ہے چاہے پھر کرے سرتنبر
 تو کے قدم سے شہا ملک عیش و راحت میں
 عطا کر اب تو زویم ہر واد کی طرح
 گدا سے تیرے لب لعل گر سخن گو ہوں
 چمن میں گزری ہو شاید تری نسیم قبول
 مثال قصیر و خاقان غائب یہ بردار
 ہوا ہے جب طلوع آفتاب عدل ترا
 جو دیکھے سایہ نیکو وہین فرار کرے
 یہ بے قصور زمین دست شانہ خشک ہوا
 جہان کو تیغ حوادث سے کس طرح ہو گزند
 وعاین دیکھے تجھے شب کو مئی خلقت
 کسی غریب کے گھر تک جلا کب گئے چور
 شہا ہی بازی ترے آگے تیغ بازی مئی
 فار دست عدو کیوں نہ کیجے بانوں سے
 خرید کیجیے کوڑی کسٹار کی ویکر
 ترا عدو جو سکندر بھی نہ شہا بالافرض
 عدو کے قبضے سے بچھینے تیغ ہاتھ آئے
 کمان سے تیرا نکلے کیا براے نکار
 بجائے پر نکل آئے ہیں استخوان تلخ سے
 کیا حکم جو تو نے نہ رہن پاتے شہا
 اسی سے کہنے لگے آفتاب سے شاعر

غضب میں برق ہو تو اور کرم میں باران ہو
 دل کشادہ و طبع سگفتہ از زبان ہو
 کہ آسمان سپنے در یوزہ شکل و اماں ہو
 بس ایک بات میں وہ ملک بدخشان ہو
 کہ خار و گل میں بھی اک لطف شہم و مکران ہو
 ہو متے چرخ دارا وہ سپہ اور باران ہو
 کمان میں ابر کے مانند چاند نیسان ہو
 ہر ایک شیر میں گویا رزم غزالان ہو
 کبھی دولت سپہ اندون پریشان ہو
 کہ چارعت کا چار آئینہ نگہبان ہو
 ہر ایک در کے لیے وز و شل و پلان ہو
 کند موج لیے سیل بھی گزیران ہو
 سرحد و قلم تیغ گوے و چوگان ہو
 کہ تیغ قبضے سے شہا سے گزیران ہو
 متاع جان عدو کج کل یہ ازمان ہو
 تو دوسے صورت عکس آئینے میں نشان ہو
 ترا وہ جذبہ آہن ربا سے فرمان ہو
 کہ چو ہیدہ فرمان پہ تیرے فرمان ہو
 ہماں تیرے ڈر سے یہ صید لڑائمان ہو
 خون کو توڑ کے ہر بادہ کش گزیران ہو
 کہ نام مینہ کوئی لے تیرا یہ فرمان ہو

نہ بوجہ ان میں کچھ اسکا تحمل بیڑا
 ہیں ہی ورنہ کوئی دے نہ سکتا تھا
 جس میں مرغِ چرخ کے توڑین گلابیان گلچین
 اس کے ٹوٹے ہر ایک نثر نامِ حباب
 ہیں جو تختِ مرصع کی تیرے تعریفین
 لہو میں تخت کو اور نگہ زنگار سپہر
 حاکم ہر اس میں چکے ہیں اختر و ن کی طرح
 روشن آب میں یاقوت و لعل کا ہر ٹکڑ
 لہا کو آتشِ یاقوت تانہ آب کر کے
 بیان ہوا آتشِ یاقوت تختِ پُستِ یون
 کچھ اس کے پاس نہیں پہنچا شمعِ حسیبِ باغ
 جان کو تخت پہ جو آب گمان کشتی نفع
 از منج آب کو تخت سے سمندر تک
 سے سمندر کی تعریف کیا بیان کروں
 چین کو دیکھ کے گم ہوے یال کو دیکھو
 زمین کو دامن گلچین کیا ہر بحرِ بحر کہ
 ز اس منہ کرے دوڑنے کا کیونکر عزم
 قدم قدم جو چلا وہ تو سب لگین سکنے
 شہا نہیں ہر یہ بیوجہ آسمان پہ ہلال
 ترے سمندر نہ اور کروانِ جواری ٹاپ
 ہر ایک اس پہ بھٹا ہے اپنی زبست اسے

کہ ہر کشتی جو قہرِ طوفان ہو
 فلک پہ دیکھے تو آفتاب لڑان ہو
 بہارِ شرع سے ہندوستان گستان ہو
 ترا یہ عرب ہی یہ حکم ہی ہر فرمان ہو
 تو خامہ دوزبان آج گوہر افشان ہو
 تو اس پہ جلوہ نما شکل مہر تابان ہو
 فلک ہو تختِ ترا چتر ماہ تابان ہو
 بجای کیے اگر آب میں چہرِ انان ہو
 مدام ہر گھر تختِ آب افشان ہو
 چراغِ حبیبہ کہ فائوس سے نمایان ہو
 کہ اس میں ہر گشتِ چراغِ رخشان ہو
 کہ فوط آب گھر اس کے گرد طوفان ہو
 فروغِ آتشِ یاقوت تابخشان ہو
 مدام ابلق ایامِ حسیبِ قسربان ہو
 سحرِ عیان ہو اور شبِ ابدِ نمایان ہو
 نشان اس کے یہ گلِ منج کا گل افشان ہو
 تمام عرصہ دہر اس کو تنگ میدان ہو
 کبھی نظر سے ہی نہان کبھی نمایان ہو
 بتاؤں کیا کہ منجم کی عقلِ حسیران ہو
 نشان نعل کا نون آج تک نمایان ہو
 ترکِ کمیت تو حیوان کو آبِ حیوان ہو

کہوں غزال ترے باد کو میں کیونکر
پیرائے جلد وہ ایسا ہی رنج سکون میں
کہوں میں قبل سیت کو ترے شب و روز
سوار ہو تو عمار فیل میں جو کبھی
یہ جلد و ہر کیل میں نگہ سے نمائے ہو
کر کیا نفی عار کو ترے وہ ثابت ہو
وہا کے واسطے کو با اوٹھا اپنے ہاتھ
آئی تار ہے گل سے محبت بسیل
ریاض و بہرین جب تک سے گل خورشید
و کمائی دے گل عمار طرے تاش و روز
ہمیشہ عارض و گیسو کو تاکہ میں شاعر
رہیں فلک پہ جب تک است و سیا
ہمیشہ عمر و راز خضر کا تار ہے ذکر
سپہ آئے نظر جب تاک کہ بازی گاہ
آئی تار ہے اونگ زنگار سپہ
رہے مدام تو با تخت و تلج و بہاد و شہم

کہ اس کے سامنے ہے حس و غم غزالان
کہ اسکا کاس جہان تھا وہین نمایان
اور آسپہ ہوج زرین ہند و خشان
تو کہیہ برج شرف میں یہ ماہ تابان
اگرچہ ڈیل میں وہ مثل چرخ گردان
کہ دونوں دانتوں کے کے لائیاں
صفت کا اس کے بیان تجھے غلوں کا
بہار لطف سے جہان گشتاں
آئی تاکہ گل ماہ تاب تابان
خوشی سے تاکہ یہ طاووس چرخ چھان
اگرچہ چمنستان وہ شہسازان
زمین پر تاکہ یہ گردان سپہ گردان
جہان میں تاکہ یہ ظلمات و آفتان
ہلال و مہرین لطف گو و چوگان
زمین یہ تاش و خاور کے زیر فرمان
کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان

نماوار کی تعریف

یا آکے دست بوس سلیمان ہونی پڑا
یا یویشاخ میوہ طوبی ہری جسدی

نخلی غلام نور سے تفسیر جو ہری
یا جھنگ سے عروس کی جلوہ گسری

اس اکتھ سے مرادین چمن جو جو وہ گل گین
یا چمن خوش سے تہنہ کھنڈے کی گل گین

خون کے تھوڑے سیسے جیسے جوالی کا بل جدا	خون کا اس طرح پھیل جدا
خود جدا ٹھک پگرا اور زحل جدا	خون کا زمین پر پڑی آہل جدا
فل تھا کہ اس بڑے مائیکہ جسم و جان میں	لو تھج برق دم کا قدم در میان نہیں
میدان پانوں چنے سے دل بکا گیا	پانی ہوئی جو تھج تو لٹکا اولٹ گیا
مانہ ناؤ خوف سے سیاتہ سیاتہ گیا	سویا ہے تھج زور کو وان میں جھج گیا
پولی یہ تھج وہم سے لہرا پہ لو لگی میں	بیش پکاری تو یہ ٹھہرنے نہ دلی میں
گرمی میں محض نار تو نرمی میں صاف نور	پہل و زن میں تھا پھول تلخی میں گل طو
تو دلہا تب نہ ہڑپ قہر شو و صبور	آہستہ سا پہ چال پیری قبضہ چشم حور
یوں دفعۂ زمین سے کئی آسمان پر	جس طرح غصہ آئے کسی نا تو ان پر
وہ نیچے وہ ہاتھ وہ خود اور وہ سر گرا	نوکھا زخمی یہ او دھروہ او طر گرا
وان مورچے سے باپ اوٹھایاں لہر گرا	زبان کے برق سایہ تیغ ظفر گرا
گر گر کے سر پر زن میں برا بھلا ہوئے	جو زن میں سر زن میں کے معنی عیان ہوئے
پانوں میں کجروی کو سرن میں غور کو	پاک میں لکھ کو پستلی میں نور کو
نیت میں معصیت کو طبیعت میں زور کو	نئے میں بغض و کینہ کو دل میں فتور کو
دست اک طرف سدا یا بالکل صفات کو	ایسی زبان زبان میں یہ کاٹ آئی بات کو
صفت نوار	

یہ کیکے کی نیام سے تیغ شرر فشان آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جان	شعلے نے اندر کہا بجلی نے ادا جان دشست سے تھر تھر گیا مرغ آسمان
مہابت ہو کہ چہرہ خورشید گپ اغل تھا کہ فوج شام کا دست روٹ گیا	
بجلی جپ کے ہوئی تھی جلیساں کپار نیز زمین تو گا زمین کو نہ تھا تار	پڑھتا تھا عشق آہ کرسی کو پار تحرار ہاتھ انور فلک وقت گیر دار
نہل تھا اعلیٰ کی تیغ کا سب تک ٹھنک جیریل کا پتہ تھے کہ خیر کی جنگ	
اقبال و ندرت و آسائش و تار علم و سکون و راحت و آرام و اختیار	امن و امان و صبر و توانائی و وفاق عجب و نبات و کشتی و قدر و اقتدار
آثار و فرقہ انہیں معلوم ہو گئے سب تیغ کے ٹکٹے تھے سرد و دم ہو گئے	
غل تھا چمکتی آتی ہر تیغ اجل چسلو وہ کہ صدا غور دی سیر کہ چھل بازو	ڈنک کہا امان گئے کہ قبل از جہل پہلو بولی سلامتی کہ سایہ امت نکل چسلو
دریا بہیگا خون کا کنارے فرات دم جہر میں بند ہو گیا کوچے نہایت	
ڈھالوں سے شامیوں کی دھڑچھاکی گشتا ایسا بڑھاپہ کہ شرما گئی گشتا	دریا چھوڑ چھوڑ سب آگنی گشتا باران تیر و تیرت میں برسائی گشتا
گشتوں کو اپنی فوج عدو روڈ سے لگی جنگل میں برق قہر کا نو دہنے لگی	
بجلی جو تیغ آمد قہر خد ہوئی سیر چھا گئی تو قیامت پیا ہوئی	

سے سے روح جسم سے گرون جدا ہوئی	خون میں ڈبو چکی تونہ پھر شنا ہوئی
	بارہ اس غضب کی واروہ اس ورو مشور کا
	دشمن کو اوسکا وارکن رتھا گور کا
ماتہ صیقلہ جرات تھی اسکی تاب	جو ہر بین آبرو بین صالت میں تخاب
نہرو واقف ارگران قدر و لاجواب	یہ قہر وہ خم وہ نمھ کی صفائی وہ تاب
	اوتھ جگ سے جگے اوسی کو خب نہو
	کائے گلے ہزار کے اور خون میں تر نہو
پال و منج و خچر و گزرو شان و سیر	دو دو تھے پیش آئینہ منج سے نظیر
میں چھوٹے تمام کو دھرا پرا نسیر	آفت کا سرکہ تھا قیامت کی دار و گیر
	اوتھ بھی مرغ روح کا بچپا محال تھا
	جو ہر حسام میں تھے کہ اوس کا حال تھا
ن مورجون کو چاٹ گئی تیغ شعلہ رنگ	اوسے کو ناک شور میں کھایا جیسے رنگ
روئے کچھ نہ سکتے تھے خنجر میان جنگ	جنوں جگ کئے تھے تو چارائیں تھے ونگ
	تلوار میں تھم چھپائے تھیں ضرب و زشت سے
	دھال میں لپٹ گئے تھیں سواروں کی لپٹ سے
گئی تھی کو نہ کہ جو وہ برق شرارہ ریز	دو نرخ طعنا تھا بند تھے سب کو چہ کریز
چلتے میں تیغ تیز فوس تیرا تھ تیز	رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامہ ستیز
	کشتہ میں ایک ضرب میں ہوں کہ چار ہوں
	نشدہ رہتے سب کہ موت سے کیوں کر چار ہوں
کائی سپر تو کانسہ سترک پہونج گئی	سپر پری تو پیر کے برتک پہونج گئی
ہر سے شمال برق جگر تک پہونج گئی	پنی کر لہو دیگر کا کتر تک پہونج گئی

<p>بجھ کر سے زین پہ آئی سزنگ کے کڑے کرے نہ تھے کہ پیچھے تھی تنگ کے</p>	
<p>اٹلا اوجھ سے جو وہ اہل کاٹکا تھا کوسوں اہوت سے دشت تہم لالہ را تھا</p>	<p>پیدل ہو یا سوار ہو یہ مہ وہ چار تھا بجلی بجک ہی تھی فرس پیرا تھا</p>
<p>کیا ہوزہ سے ضرب جیالی کڑی لگے سیرون برس ہے تھے کہ جیسے جھڑی لگے</p>	
<p>صفت تلوار</p>	
<p>ہر وقت تیغ میں سپر اندر خستہ بان مضمون ہر شہل برق جہندہ شرفشان</p>	<p>کٹے کٹے رت آتے ہیں لب پہرہ و ہن پیدا صیر رکاکے ہر شور الہام</p>
<p>کیونکر کوئی لگے جو مجال رقص نہو خامہ کو خوف ہے کہ زبان پھر قلم نہو</p>	
<p>قد کتنا خوشنما ہی بدن قفس رہی گول منقح فتح ہر در نصرت کو اس گول</p>	<p>جو ہر شناس ہو تو اسے موتیوں میں قفل وہ تیغ ہو خراج صفایان ہر جبکا مول</p>
<p>اشراف کا بناؤ ریسوں کی شان ہی شاہوں کی آبرو ہو سیاہی کی جان ہی</p>	
<p>دوسو زو شہا خود سرائے زو جانگداز خونخوار و کج او او دل زار و سرفراز</p>	<p>لشکر کش و شکست ساز خلق نو ماضی جواب میں طبیعت زبان و راز</p>
<p>سچ اسکی ہے پسند جہان کو سچی نہ ہو مشتوق بن نہیں اگر اتنی کجی نہ ہو</p>	
<p>پیشہ وہ اسکا اور وہ بار کی خمیر جنگ آزار خارج شانہ ملک گیر</p>	<p>کس بل میں بینا مال صالت میں ہے گلہ گیتی نورد و باد یہ پیا فلک مسر</p>

	<p>اے کمال خلق میں سپر جمعی نہیں کوچہ وہ کونسا ہے جہاں وہ چلی نہیں</p>
<p>چھوڑے اگر شعاع کی چلین نہ آفتاب آفت کا دم ہے قہر کی تیزی غضب کی تاب</p>	<p>کیا تاب ہے کہ لاسکے آستلی چپ کی تاب دشمن اسے جورات کو دیکھے میان خواب</p>
	<p>بھاگے نہرار وہ پہنہ پائے مفسر کہین بستر چین کہین ہو دم صبح سکین</p>
<p>صفت چھٹا</p>	
<p>قدرت کی ہی ہمارا وہ شہید و صحر گویا دو لہن نبی ہوئی عجب ملی فلسفہ</p>	<p>روشن صبح عید شب قدیم ہے سپر اک ماہ نو تو چار سہ ماہ ہے جلوہ گر</p>
	<p>جو خوبیاں کہ جاہلین وہ سب بول ہیں مشتوقی شہرہ رنگ کے دامن پھیل ہیں</p>
<p>صفت سب</p>	
<p>آہو کار شہر طہینت و تاپ وہ پیش و پس وہ ستم و کشتی و ڈھیر بند</p>	<p>اس کی ہر ایک کیت قلم عسرت سمت اوس کے مزاج خوش قدر و طراز و شہر</p>
	<p>اگتری تھی اک پیری فرس تہذیب و تحفہ عسرت بھری ہوئی تھی رگون میں انہو تھا</p>
<p>صفت سب</p>	
<p>دیکھے تو غش کرے ارنی گوی کوہ طو وہ جایا بخا درختوں پہ تسبیح خوان طو</p>	<p>صبح اور وہ چھاؤں تار فکی اور دھاؤ اکلون سے قدرت اللہ کا ظہور</p>
	<p>گلشن حبل سمے وادی شد و اساس سے جھل جھل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی اس سے</p>

مٹھندی ہوا میں سبزہ صحرائی وہ لہک	شرائے جس سے طلسم نگاری فک
وہ چھوٹا دختون کا پھولوں کی وہ ہلکا	ہر برگ گل پتھر رشتہ کی وہ جھلکا
ہیرے نخل تھے گوہر کیا تیار تھے	
پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے	
قرآن صنعتِ مسلم آفریدگار	تھی ہر ورقِ صنعتِ ترجیع آفرین
عاجز فکر کے ہنر شاعر	ان صنعتوں کو یاد نہ کہاں عقل
عالم تھا محو قدرت رب العباد پر	
مینا کی تمنا وادے میں سو ادھر	
وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا	دراج و کبک و پیو و طاووس
وہ جوش گل وہ ناز مرغان خوشنوا	سردی جگر کو بخشی تھی صبح کی ہوا
پھولوں سے سبز سبز بچہ سرخ پوش تھے	
تھامے بھی نخل کے سبز کلفروش تھے	
وہ دشت و نسیم کے تھونکے وہ سبزہ را	پھولوں پر جا بجا وہ گہرا سبز آبیار
اٹھنا وہ تھجوہم کے شاخون کا بابار	بالا سے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار
خوابان تھے نخل گلشن زہرا جو آب کے	
شبنم نے بھر دی تھی گھوٹے کا آب	
وہ قمریوں کا چاند سروس کے ہجوم	کو کو کا شوز ناز
سجائے رہا کی صدا تھی علی العروم	جاری تھے وہ جوان کی عبادت کے
کچھ گل قسط کرتے تھے ربِ عطا کی حمد	
ہر خار کو بھی نوک زبان تھی خدا کی حمد	
صفتِ کریمی	

گر ہی کار و زنجب کی کیونکر کروں بیان	ڈر ہی کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زبان
لوں کہ اخذ روہ حرارت کہ الامان	دن کی زمین تو سنج بھی اور زرد آسمان
آب خشک کو خلق ترستی تھی خاک پر	گویا ہوا سے آگ پرستی تھی خاک پر
وہ لون وہ آفتاب کی حدت تہ تاب	کالا تھا رنگ ہو پیکہ کی مثال شب
خون و نہر غلجہ کہ بھی سوکھے ہوئے تھے	شیمہ جوئے جابون تپتے تھے رب کے سب
اوڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا	گھولا ہوا تھا دھو سے پانی فرات کا
کوسوں کی شجریں گل تھے نہ برگ بار	اک ایک نخل جل رہا تھا صورت پشیر
نہنسا تھا کوئی گل نہ کہتا تھا سبز زار	کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخ باردار
گرمی یہ بھی کہ زینت دل سب کے سرو تھے	پتے بھی مثل چہرہ مذوق زرو تھے
جھیلوئے چارپائے نہ آتے تھے مابہ بنام	مسکن میں چلیوں سمندر کا تھا مقام
آہو جو کابلے تھے تو چیتے سیاہ فام	پتھر پھیل کے رہ گئے تھے مثل موم خام
سرخ اور سی بھی پھول سے سبزی گیاہ سے	پانی کنوے میں اوتر تھا سایہ کی بجاہ سے
شیراوتے تھے نہ جو پکے مار کے پھار سے	آہو نہ تھے نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مگر رغبار سے	کر وں کو تپ چڑھی تھی دیج کے بخار سے
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر	بُھن جاتا تھا جو گرنا تھا ورنہ زمین پر
گرواب پر تھا شعلہ جوا کہ کا گمان	انگار سے تھے تباب تو پانی شرف نشان

<p>پھر تجھے سب ہنگام گرنی لبوں پہ چاٹ</p>	<p>منہ سے نکل پڑی تھی ہر گرج کی زبان</p>
<p>پانی تھا آب گرمی روزِ حساب تھی</p>	<p>ماہی جو بیخ آبِ شک آئی کہاں تھی</p>
<p>انگل میں اڑتے پھر تھے طائر اور</p>	<p>آبِ رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور</p>
<p>خشنا نہ فرو سے نکلتی نہ تھی لکڑ</p>	<p>مردم تھے سات پروں کے اندر غرق میں تر</p>
<p>گر چشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں</p>	<p>پڑ جائیں لاکھ آپے پاسے بگاہ میں</p>
<p>چھپے کو برق مچا تھی دامنِ حجاب</p>	<p>آئینہ فلک کو تھی ثابت کی تاب</p>
<p>کاغذ سے دھونڈ تھا پھر اٹھا آہٹا</p>	<p>سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو خطراب</p>
<p>بھڑکی تھی آگ گت جب پرخ اشیر میں</p>	<p>بادل چھپے تھے سب کر کے زمر میں</p>
<p>آئینہ شکستے ہو رو کشیہ گرو</p>	<p>پیرہہ چشم ہو چرخِ غیرت والی سماں</p>
<p>دن کو ہلو میں چول مر قلعی سے جڑا</p>	<p>شب کو چشمِ بزمِ یارہ سے چشمِ خواب</p>
<p>باز از ہر تنہم بے جنوں سے آپ</p>	<p>باز آہ از جگر غرقِ بخون سے آید</p>
<p>نہ نکلے نہ دارا ہی چشمِ مد نہ</p>	<p>نامہ کہنے کیا گروشِ فلک کے طو</p>
<p>دم میں پھر ہم ہیں نہ ساقی نہ مائے</p>	<p>وقتِ غنیمت ہی رہی جو دم ہو</p>
<p>صحبہ ہمنسان طرب آمادہ کجا</p>	<p>بعد ازین زمر کجاست شیشہ کجا بادہ کجا</p>
<p>دم کی آواز دہشت سینہ میں عزت کجا</p>	<p>تن ہی تعمیر سر رکھ کر سیلِ فنا</p>

میرزا	۲۱	میرزا
آتش بر آب ہونے کی کامی و قضا کیا	سوج تباہ ہونے پر مختلف احوال مرا	
کہ تبت برقی و گے انہر دم ساختہ اند	ہنر زمانے بصفات و گرم ساختہ اند	
گر کہ دن سرسبز ششہ سری اپنی بیان	نویز ہو سبب درد سر زلف بتان	
حال سوز غم دل لاؤں اگر تا زبان	ہو شریذ نفس معیج ہو شعلہ افشان	
نویز ہر قسم داغ کہن میوزو	آتش از گرمی ہنگامہ من میوزو	
حال سوز غم نہان گوگردن گر تفسیر	دے اما البرقی کی آواز قلم جے صیر	
آن خموشی پر مری لاکھ زبان کی تقریر	بزم حیرت بنایا پیچھے گویا تصویر	
پاس ناموس خون درس کو شرم داد است	گوش کن گوش کہ خاموشی من فراوان است	
کہ بچہ پائے چھپے حال دل غم پرورد	تو جان راز نہان کا ہو مرا چہرہ زرد	
مگر کی موتیں غارت ہو نہ کوئی ہمدرد	رو برو بیٹھے کہ جسکے کوئی دم یاد مرد	
نفس شسم ندیم و چہرستہ دیدن گیرم	حال دل کہ ہم و بر حال شنیدن گیرم	
نہ وہ طاقت ہو کہ رو کے قرہ کی خوبی	نہ وہ دل ہو کہ کرے ضبط فغان زاری	
شیراز دور را حسلہ خود داری	الغرض خودی از بسکہ ہوئی بظاری	
میر غم خوش بگھر خبر و آری نیست	قتیوان یافت کہ باغ ششتم کاری نیست	
بچہ کامی طبالع ہر مرا کام روا	درد مندی جسے کہتے ہیں وہ ہو میرزا	
ایکاون چہبخت فحالت ہو زمانہ کی ہوا	ششتم بنیا نظر آتی ہو نہ گوشش شنوا	

در دم احسانه سد و با بسیدن ترسید
حیرتم آشفته گردید و بدیدن ترسید

آب است به طبیعت هر مری نازک تر
کرم و ماغی بین تقابل مرصه گل
مثل نخست مجھے بر باد کوسے باد سحر
سنگ هر میری جبین پر اثر بندل

خون کند گرمی صحبت دل ناکام مرا
محو سازد زنگین موج صفای نام مرا

بین ده هون سوخته قیمت که کس چرخ
مشتعل برق مرصه و دو بکریست رنگ
واغ دل آتش سوزان هر تو سنجید
کاشن بکسر کبیرین بر باد هون خاک سترین

خیزد سوزم رخسار و خیزد کد از هم یار یار
نخبت ناساز بدل سوز چهره سازم یار یار

سوزش غم نه کیا بسکایه صبر بین فتور
جگر هم نه گایه سمندر کا نه میر صبر
جگر هم نه گایه سمندر کا نه میر صبر

جامه آتش تنم آتش دل چاکم شش
آب من آتش و باد آتش و خاکم آتش

دل نحریت کش ساقی خمر لب نشسته جام
راحتین روح کو ز کار نه جی کو آرام
واغ حسرت هون مرا سینه سوزان و تنم
تخل عیش و طرب من مرا انگشتی یکایک نام

از غم خورده جگر با ویران جام است مرا
صحنه باغ نسیم دل عیش تمام است مرا

قصیدہ ماجریه خیال است ابریت بهتری و دیو صاحب تاب است کینه
استار آفتاب است یاساقی حیات کشتنیر باد و ملک و دام اقتدار

ایو جعفرین و کان عطا ای حجاب علم
 کیون یوسف زمانہ نہ سبک پ کو کہین
 زینب خلیف و جرات یہ شکل ہر
 حرف ایک دفتر حکمت ہی آپ کا
 غزل کو جمال ارسطو نصیب ہی
 فہم مان یہ طرز بیان یادگار ہی
 بولی خرو جال مبارک کو دیکھ کر
 علم پر مثال تو خود سب نصیر ہیں
 کلام جس سے معطر مشام ہیں
 پیر جیہ طبع حکمت کو نازی
 بسن عیش عقل خوشی کا فوز
 دیہن چارعت شعائین علوم کی
 ت کو تسکی راستے سے درس خود
 بن مند عقل کو زینت یہ کسے دی
 بت میں کسے سوتے روز ازل چنے
 جانین ہم نہ تیری نظر کو ہو خیرگی
 نقل کل کا آج چشمن قہر و مہر
 شک جہم کے دیکھتے آئنا تر بیت
 اسے چو شہر خرو جسکے فیض سے
 بیاضیا و نور سدا کس سے کوئے ہیں
 ب ملک کس طرح نہ مداح آپ کا

ایو کو سب سپہر و کا آفتاب علم
 شکل زینب دیکھیں جو عفو شباب علم
 رخ سے عیان ہی ہر صفت آفتاب علم
 ہر نکتہ اک کلام ہوا اک کتاب علم
 ایو چمن پیر و کچھ یہ عہد شباب علم
 ایو نطق سن کے یہ سخن لاجواب علم
 قسمت راست آئی ہر تعمیر خواب علم
 علم آپ کا جواب پہنچو دہج احباب علم
 پہل گیا قہر اب بے خطر کلام علم
 ہی عقل پاک پایہ فخر خطاب علم
 کیا چل رہا ہی دورہ جام شباب علم
 ہی آج کل ستارہ ہند آفتاب علم
 دکھائی کسے عقل کو راہ صواب علم
 دولت ہے کیون یہ فخر سے تھائی کا علم
 حکمت کے نقل عمدہ و جام شراب علم
 ایو آفتاب دیکھ رہے تھاب علم
 کیون جوش پر ہر نعمت مشک و رباب علم
 مینو سواد ہو گیا شہر خراب علم
 اک اک سپہر بن گیا اک اک حباب علم
 مہر خیر عقل و خسر و ماہر تاب علم
 ہی بہرہ یاب عدل و کریم کامیاب علم

پر تو ہر کسی راسے کا نور شہاب علم کس قد پہ ٹھیک قطع ہو ہین ثیاب علم کیا جوش برہی بارش فیض شہاب علم ہین شہد کا ہم سمع سوال و جواب علم پانی کے مول کتنی ہر یان ب شہاب علم	کے فروغ عقل سے روشن نجوم ہین پیرایہ کمال کو کس سے کمال ہو سر نہر کشت و باغ حکم چار سمیت ہین جویات ہر وہ روکش قند و نبات ہو پیر منہاں کے فیض پہ نازانی کیوں ہین
---	--

ای شمس کردگار کہ منور رہے سدا
یہ شمع طور عقل رسا آفتاب علم

عقل و حسیات

بجا ہر آنکھوں سے گرم آنسو جوش کی طرح ڈھل رہے ہین
کئی ہر اک آگ اپنے دل میں بدن سے شعلے نکل رہے ہین
کمار سے دریا پہنچ کے پانی نہیں بہا ایک بوند اسپر
چڑھی ہر موجوں کی ہمے تیوری حباب بھین بدل رہے ہین
ریاض عالم میں جلوہ گر ہو عجیب نہر تک بے ثباتی
ہوا سے ملے نہیں ہین بے وقت ہاتھوں کو مل رہے ہین
کبھی تو تم بھی نکل کے گھر سے تلاطم بر اشک و بکھو
کہ جا بجا پڑ رہی ہین نازین ہوا سے میٹھے اچھل رہے ہین
کبھی نہ ہکینے جوش حوش میں شب کو رستہ مختار کے حوشی
تمام حرامین روشنی ہو چراغ غلوں کے جل رہے ہین
خازہ میر گئی میں انکی جو بیونچا ٹھہر کے اتنا کہنا
اٹھانے والے ہوئے ہین ماندے سوخت کے کا درجہ بدل ہین
کہیں کے نقطے اگر کہیں میں ہمارے دیوان میں کیا عجب ہو

لیو مضمیٰ میں ہر دو الفت ہم پہ دانہ بدل رہے ہیں
 لیکن غرض ہر نقل مکان سے اپنے
 کڑی ہر منزل جو کہ کوئی مکان سے کچھ دور چل رہے ہیں
 ہر دو گن میں ہر چھوٹے سے احوال ہمیشہ رشتہ
 کنوئیں میں ہوں وہ اپنے دیدہ تر کہ دونوں کیساں آبل رہے ہیں
 سے مروان آبی سف کر نیلے مگر عدم کا
 حباب ہوئے نہیں ہیں پیدا یہ اُنکے خیمے نکل رہے ہیں
 سے میرے جدا کیا ہر جوتی منتقل زمین میرے سر
 ہوئے ہیں کچھ شاہ شاہ ایسے کہ پیڑ سے وہ بدل رہے ہیں
 رشتہ شہار میں ہوتے ہیں بعد مرگ آئیں
 جہان میں مصحفِ رتوں سے برون جو لوگ دستِ نعلین رہے ہیں
 روزِ اشہد کہ مقتدران کا حال کیا رہے
 تمام اعضا پڑے ہیں جیسے گروں اُنکے آچل رہے ہیں
 نعل میں خست لایا یہاں قیون کا دھل پایا
 اگرچہ پہونچے بہشت میں ہم مگر جہنم میں چل رہے ہیں
 رگرمی سے تیر جی نعل کی شمع پڑنے کیا جیائیں
 عرقِ عرقِ ہر بدن سے اپنے ہند پڑنے چل رہے ہیں
 و تیرا غم جدائی یہ مرگ ہے ہر اہل عالم
 و با ہر چھلی ہوئی جہان میں گھروں سے مرنے نکل رہے ہیں
 کہ وہ شہر و غیر آباہو میں مراوین جہان کی ماحصل
 اسپر گھی کے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد میں چل رہے ہیں

<p>عشقِ حقیقی</p> <p>کے کانور شہاب علم پیر کو پیر بشیر کو پیر اوتکی محفل کا کبھی غالی محفل علم یہ زمین وہ ہے کہ سپر آسمان علم جسم میں ہے اور جیاب روان علم آکھ سے آسوجھی اپنا اپنے ان بے درو دنیا میں کوئی کاروان جادو پامال خواہ کشان کسچ میں بلبلوں کا استیان اس سفر میں کوئی زندگ کاروان تک کوئی سیماں میران ہوا اگر دشوں سے پست کوئی آج یہ وہ آتش ہو عیان کا دھواں کس جگہ نیچے زمین کے آسمان ہوا شیر قالدین فرشتے شہرِ ثریان شکر کی جاہ کہ ہمہ تہرمان</p>	<p>عشقِ حقیقی</p> <p>سبز باغ و ہر میں برگِ خزان تانین ایک جاگہ ہی تو آتا ہی عدم سے دوسر نماکاری کا جہان میں ہے عالی رتبہ دوقم فرقت میں ملنا بھی غلافِ محفل ہی علاقہ از قمار کسکو ضعت کا عالم یہ ہی کیوں نہ دل ناسے کرے عمر و ان کی گنج ہی سفرِ عالی مرتبہ بڑھنے سے پائے دخل کیا تیرے کے کوچے میں جو عاشق ہیں عجب پر کا کیا دم بخود سے عدم ہاتھ میں لاکھوں گلا غم کو اسی جان ترین نوختِ عظمیٰ سمجھ اہلِ فتنے کے لیے بڑھنگی بھی دروہی عاشقوں کا دخل کیا سوزِ غم فرقت کے ظرفِ عالی ہو تو اعلیٰ سے بجا تہرین پست دولت دنیا کا و ہمت و جرات کجا ہم کو وہ پوچھے تو باہر آستے ہو جائیں ہم</p>
<p>خدا کی یاد میں بیابی</p> <p>تیرے جان دل ہمارا دیدہ تر ہو گیا یو ریاز قید دم پانی کی چاد ٹوٹنے کا خوف ہی قطرہ جو گوہر آگیا پانی جہان سطحہ برابر</p>	<p>خدا کی یاد میں بیابی</p> <p>حالِ بیابی عیان اشکوں سے سب پر ہو گیا اشک افشان قبر میں یہ دیدہ تر ہو گیا سبح عالم میں جو اوقت لازم اہل کمال جس جگہ ہیں صفائیت ایک ہرست ہوا</p>

میں ناتوان

تین ہر تکرار اہل کا اسے پروا نہیں
ان خواہش میں نہ پوچھ
نیال رہا نہیں، بلا کے روئے ہیں عزیز
لی قدرت نہ کوئی کر صدف
بیطریق ہر ہمارے دل میں خون کی بہار
لی پرورش ہر باعث آرزو خلق
بدن سے نہیں بہر جان میں معنی
ہوتی میں تنزل کو نہ قبول
یقین۔ قل محبوب میں بہر خواہش
کا تائید سے ہر تھا ہر وقت نصرت
عبداللہ نے جو کہو شمع یہ آیا خیال
و غلش چھ گئے جب تھلا بھی آہ

سہرا میرا تو مجھ دو در ساغر ہو گیا
عین عیانی میں بان جا سہر ہو گیا
ایک خرم تھا سو وہ مجھ تھک صبر ہو گیا
وہ میں کتنا حاصل اللہ اکبر ہو گیا
میں بانی دانہ رزق مقدر ہو گیا
کیا تاشاہی کہ گلبن یہ منور ہو گیا
خا صر احب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا
مل گئی جسکو یہ دولت کیا اگر ہو گیا
ماہ نوہر قوی کیا جسدا غر ہو گیا
وخل اس بلیس کا حبت میں کیوں کر ہو گیا
دیدہ گریبان سے وہ منہج کا تر ہو گیا
مجمع زیر علم جان باز لشکر ہو گیا
میں یہ سجھ باع میں فرس تیر ہو گیا

خاکساری

پسند آئی فلک پستی وہ فراری عمارتیں ہر
ہمیشہ نہ جس کی چونو تھی وہن سنگاں فراہوں کہ
بدن کو قید کن ہر حال کفن جو قید فرامیں ہر
سجھ گئے تھے جائے تہا سو یہ کثیر فرامیں ہر
بدن تو اس جہ نہا تو ان ہی میں امید شامیں ہر
زین کجاغوش میں ہم میں زمین کے کنار میں ہر
سو گشتگی بجا گوئے کے کیا کنار میں ہر

نہیں پاس کا جھکا اہل میں نیل میں ہر پرتو
کہ ان پروان بھی گلین اتمان ہر
نہر۔ ازینت بی نصبت عزیزین ہر
یا تجوے ہو گا نہیں ہر تقدیر میں جو لکھا

ایضاً

نظا ہر کسی کو غریبان پر پرستی ہو
 بھلا دینا ہر سب کچھ لکھ کہ یاد اسکی ہستی ہو
 خمیدہ کرتا ہر انسان کو جو ہر ہفت کا
 پسے پھر تیرے ہون شہرین ہم مدد اسکی
 جل آئے گا ڈھیر اور نہ کچھ خوف کا ہو
 ہرے حرف کو دامت میں چھپایا ہو
 ملامت کھین تری ہیں تیرے چشم اسکی نگارو
 تمھارے ہر کلمے کا سطح ہر گور لا تا ہو
 کروم قدر اسکی گوہر اول پریشان ہو
 فقیری میں طبع اپنا کیا ہو بادشاہوں کی
 قبول ہے ہر مہر گدہ سیر کیا ہے

مگر زیر زمین جا کر جو دیکھا خوب بستی ہو
 نہ اسکو می پرستی جانے وہاں حق پرستی ہو
 اصالت جہین ہوتی ہو وہی تلوار کستی ہو
 ضعیفی میں جہین خامہ ہوا چھو پرستی ہو
 جسے سب بستی سمجھے ہو سب میں بستی ہو
 جو اقبال شاہی وہ مگر طالع کی بستی ہو
 ہمیں بے باور و سامع ہر ہفت پرستی ہو
 گھٹا ساون کی آکر زور ہے جیسے پرستی ہو
 یہ ویرانہ وہ جہین تمھاری یاد بستی ہو
 قوی آگے زبردستی پہاڑی زبردستی ہو
 پھیلے دل میں پڑے ہیں زبان ہر بستی ہو

فنا فی اللہ

دیکھا اس تیارنی لے آئے کام کام کیا
 نیلے زات بستے جاگے صبح ہونی آرام کیا
 جسے جو پیکر کھجی سوئے کا بے نام کیا
 چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہر بے نام کیا
 بانے ڈھیرے ترچھے تیکھے سب کا کجا نام کیا
 کو سون سکے او گئے پر سون ہر ہر کام کیا
 کرچے کے اسکے باشندوں کو سب کو بے نام کیا
 جیہ خرقہ گراٹوئی سستی میں انعام کیا

آئی ہو گئی بستی پر پرستی نہ دوائے کام کیا
 عہد جوانی رہا وہ کتا ابیری میں لین بھیند
 حزن نہ پلٹاں نہ ہی میر اسکی نبی اپنی سمت کی
 نامی ہم عبور ہوں پڑتے ہر غماری کی
 سانسے زندہ او اینھان کنبے جو میں تھیں
 نہ رومے بے ادنی تو جوت میں بھی کم ہوئی
 کسکا کہہ گیا خلیہ کوئی سر ہم ہی کیا اہرام
 شمع جو جو جہین شگارت کو تھانہ میں

<p>کاش اب کھو سے برقع اٹھا کر دیکھ کر کیا چل کر یانے سفید و سپین ہو کر دل میں جو سوانہا ہو کام ہو میں ہمارے ضائع ہر ساعت کی جستجو ایسے ہو کہ رم خوردہ کی پشت کھونی شکل بھی میرے کہیں نہ رہے اب چھتے کیا ہوا ان تو</p>	<p>آکھٹے بند پر اس نے دیکھ کر کو اپنے عام کیا رات کو رو رو صبح کیا یا کو چون توں نہ کیا استغنا کی چو گئی اس نے جو جن میں بلرم کیا سو کیا اعجاز کیا جن لوگوں نے تجھ کو رام کیا آفتاب کی چو دیر میں بیٹھا کیا تر کی سلام کیا</p>
---	--

پہلے دوست

جو عشق سے ہر فرسنگ تک وہ اسی میں ہو دیکھ کر کھو کر
 کیا کیا نہیں ہر امین کس کچھ اسی میں ہو پر چاہتے نظر
 دل اپنا پہلے رنگ کہدورت سے صاف کر مانند آئینہ
 پھر تو بغور دیکھ کہ اس آرمی میں ہو کیا حسن جلوہ گر
 پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار جیسا تو افکار
 شعلہ سے طور کے نہیں کم روشنی میں ہو ہر رنگ کا شہر
 کیوں کعبہ و کشت میں سہارا تا ہو سکریم جستجو
 تو جس کو ڈھونڈھتا ہو چھپا وہ تجھی میں ہو پر تو ہر خیمہ
 جوش بہار حسن ہر کس گل کی امی صبا ہو یہ جنوں کا جوش
 مصروف اس قدر جو کہ زبان درسی میں ہو ہر غنیمت ہر سر
 ہو دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
 کچھ ہو اگر مزا تو یہی زندگی میں ہو باقی ہر دوسر
 امی خود پرست بوجھت کیا ہو خدا کی راہ ہو بہت قرب
 کم کردہ راہ آپ تو انہی خود ہی میں ہو اسے ہو دور تر
 صد داغ و سوز عشق سے کہا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل پہ تو

لذت تجھے نصیب اگر عاشقی میں ہے
افشائے راز عشق تکرکے جی کی بات پر وہی خوب ہے
جہاں میں اپنے رہتے دیکھو جو کچھ کہ جی میں ہے خاموشی و ظہور

خاکساری

وے مجھے خلعت شہادت کا خدا کے واسطے
شاخ گل نعلی ہو میری کفش پا کے واسطے
کی سب جان کے خاطر استخوان کی خلیا
ہم فقیر و ن کی نہ کھائے سگ بھی پھر استخوان
ہوں وہ مکیش گرنے آیا سیکدے میں بیک ن
پیر بن بھی کر رنگے اپنا تو مٹی میں رنگے
کر دیا ہر غم نے کا ہیدہ مجھے کیا ہر عجب
اس کا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے خون
ہوں وہ پیاسا آشک بھر کر اپنی آنکھوں میں
آرزو اس پر ہرگز نہ کو کچھ آرزو
ہو گوارا پنج اٹھین چک و ہوا ریش پسند
رووں جیسے یا پہ اسکو خوف ہر طوفان کا
ہو کے زخمی اپنے قاتل سے یہ میں راضی ہوا
خسعت ایسا اٹلا یا ہر سے طے نہیں
تیری راہ شوق میں اس جہ لاغر ہو گیا
و شکیرون کا نہ احسان خسعت ہوئے دیا
جو کہ قانع ہو کر چچا کر زینت نفس سے

تیر کا دستہ شگامیری قبائے واسطے
باغ میں لکھی اگنی زلف و دھوا کے واسطے
قینچیاں گواہین تربت پر ہلاک واسطے
ڈیریاں ہیں بادشاہین کی ہما کے واسطے
ہر پہلو نے ہاتھ پھیلائے دھما کے واسطے
خاکساری چاہیے اتنی گدا کے واسطے
استخوان تن سے جو کلین کمر با کے واسطے
سنگ مقناطیس ہر زنجیر پا کے واسطے
ہاتھ پھیلاؤں نہ میں آپ تباہ کے واسطے
گرد عالم کے تو مرکب مہر کا کے واسطے
ہاتھ بندھوا میں حسین گدھما کے واسطے
ناخدا رہنے لگے محکوم خدا کے واسطے
سیکروں نہ ہو گئے پیدا دھما کے واسطے
استخوان سپر ہوئے عنقا ہما کے واسطے
بن گیا مژگان میں چشم نقش پا کے واسطے
ہاتھ اٹھ سکتا نہیں میرا حق کے واسطے
واہم کبھی ہاتھ پھیلائے ہما کے واسطے

بار اوسان ہو جو سپر استخوان ہو جو چوچور دستار عظیم کا عادی ہوں گردنوں بھی خبر عالم میں جو دانہ فری قسمت کا ہو تے تھانے سے کہے کو اگر جانے لگوں تک ہو یہاں اہل سعادت کی بھی قدر اے ریشہ بیان ہو جو کسی قابل نہیں تے تھانے سے کہے کو اگر جانے لگوں	سنگ ہوا یہ ہما کا چھکے واسطے استخوان تین سے کل آئے ہما کے واسطے برق کی خاطر ایک ہر آسیا کے واسطے پیشین نیے لکین نکلو خدا کے واسطے بعد مرون ہو گیس رانی ہما کے واسطے ہر خا اس غ میں سیست ویا کے واسطے مصطفیٰ کے واسطے اور مرثیہ کے واسطے
--	---

شرح شاہ تہذیب نور و نور

شاہ جہاںگیر جہاں بخش جہاں دار مدہ و شوار کہ کوشش سے نہ وا ہو سکین ہو کہ خضر سکندر سے ترا ذکر ن کو سلیمان کی زار سے شرف تھا ن مریخی ترافہ بان الہی بے گریب کہ طاق بیان دے نہ طے موجب دریا میں افی کہ چہ مجھے نکتہ سرائی میں تو غل ن کر دن صبح کو میں ششم دعا پر وزیر کج اور وہ دن کہ ہنسن شرف مہر بہا تاب مبارک	ہو خجست ہر دم تجھے رب کو بہتارت تو واکرے اس عقدہ کو جو بھی شارت گر لب کو نہ کہ شہتہ حیوان سے طہارت ہو فخر سلیمان جو کہ تیری وزارت ہو دواع غلامی ترا تو صبح امارت تو آگ سے گریہ کرتے تاب شہارت باقی نہ ہے آتش سوزان میں حرارت ہو کہ چہ مجھے سحر طاری میں مہارت قاصر ہو کہ کا بیت میں تری میری عبارت نظار کی صنعت حق اہل بصارت غالب کو ترے تہذیب عالی کی زیارت
--	--

کیفیت شہ

سحر و زریات ہر کم ہو کا افسانہ چمکا	۱۵۲	سحر و زریات ہر کم ہو کا افسانہ چمکا
-------------------------------------	-----	-------------------------------------

جو ہوا قات کی تہا اودھ کو تو بھی انی ہوا
کئے کچھ ایسے نہیں تیا جو کوئی دھوکہ کبھی نہ
ہوئے نہ تخت پای کیا کیا مئے زوال کیسے
نہیں کہ کوئی فرض خالی قرار ہو کہ نہ کو
بدن پر لاؤ گا کہ فرودہ مانع ہر شہ سال ہر وہ
اگرچہ ماہ جیام بھی یہ پابھی جام شراب ساقی
رہ طلب بدین چارے طالب ہے جو ارادہ کو آخر
وہ طبع عاشق میں توں راہ دونوں بھی کیا نہ
بیکار ہوں یہ تیکہ سے صبر ہوا حد ہر واحد
وہ باد کش ہوں عرب بلیغ نہ تھیں تباہ
تبات و نیا کہ نہ تھیں ہین نہیں کوئی دیکھ لا
چہاں کہ جو لوگ کہہ ہین خبر نہ معلوم کی کیوں
ہاں کو یہ حال ارا کیا کہ ایک شہ نہ کسی جو لکھا
جو ہوا ساقی سب جہاں کہان ہین کہ نہ ہو نہ ہین
ذرا جو پراشارہ پاؤں بھی تہ تیغ نہ چکا و ن
پایا ہوں یہ یہاں دور پر یہاں باؤں نہ ہین
گذر ہو اس جو یہاں ہین یہ حد کہ نہ ہین کیا مال

سفر سے مکہ نہیں ہی جہاں مسافر ان ہر وہ
خباہ و بانگ شوق کی شہاں ہین ایک کے قدم کا
کہان ہر شہیت کند نشان کی کو ہین ہر وہ
کوئی تپا نہ سے محفوظ کوئی ہی تپا نہ سے وہ
الہی عالم کے کوئی جہاں کسی نسیم مستی و دم کا
ابھی تو ہین خیر و زور کہ کسے بھر ہوا ہر وہ
تہ ہر وہ کہہ کہ خاک سے ہی دخت پیدا ہوا قدم کا
یہی بنا دیرین بچہن بھی مجاور ہوا حرم کا
جو اسے بچا ہوا ہر نہن نہن ہر تیر کے کسی نہن کا
جو چھینے مجھے جام کے تو خشک ہوا تیر کا
دراغ حرم قاتل جو اسے ہر تو اسکے دم کا
کبھی ہستی ہین بچہ کے آیا کوئی مسافر وہ عالم کا
دواں کی لکھ خون رونی لکھا رہیت ہوا تو عالم کا
جاگر کو دیا جو نہ وقت جو نقش رہتہ ہین ہر وہ
ہر جہاں ہین تو قاتل مطیع حکم تضاہ کا
نے کوئی خم کوئی ساغر خیال سکھو ہر پیش و کم کا
اسی طرح ہر شراب کی نہیں ہر طائر کوئی حرم کا

صفت بہار

رنگ بہار دیکھیے کیا رنگ لاتی ہو بہار
دیکھیے کس سکھو دیوانہ بناتی ہو بہار
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہو بہار

تیر تیر ستر بہین کہہ ہین آتی ہو بہار
دنوں نہ تیر تیر تیر تیر متشاق ہون
دیکھیے جب رنگ عالم اک سنئے عالم یہ ہر

ہستی میں فصل خزان کی مٹون تک گریبان
 کر دیتی ہو پتے سننے کو دیتی ہو بھول
 کوئی گل ہو سب کوئی زرد کوئی نیلگون
 جلاوٹ گلشن دکھا کر بخشی ہو رحمتیں
 چپکے خود پروکھین کر دیتی ہو طاعتوں
 مال ہو جائیو تیرے زنگ عاشق کی طرح
 تیرے گل کو چھوڑے ہے ہنسنا صبر کی
 سہاگل کی صدائیں بسبب اتنی ہنسن
 اپنے استقبال دل سے نیکو نگو خوش رہے
 پائین ہوتی ہیں خوش گنجی گل و لیکر
 بے ثباتی کا جواپنے دھیان آتا ہو سے
 کی کو دیکھنا لازم ہو چشم غور سے
 فصل خزان ہر طرف نصرت ہو چشم

چاروں کچے واسطے گلشن میں آتی ہو ہمار
 رنگ کس کس طور سے اپنا جاتی ہو ہمار
 دیکھیے چنگ میں کچھ رنگ لاتی ہو ہمار
 کلفت سبب خزان دل سے مٹاتی ہو ہمار
 آپ نہمان ہو مگر جھوک دکھاتی ہو ہمار
 سنتے ہی نام خزان کو سہم جاتی ہو ہمار
 رات بھر بخون کو کیا کیا گدگداتی ہو ہمار
 جوش و خروش ہمیں شرم سے سناتی ہو ہمار
 پہلے سبب باغ میں ٹبل کو پاتی ہو ہمار
 اپنے احسان چاروں سبب جاتی ہو ہمار
 گل سے اوٹل سے کیا اکھیر جاتی ہو ہمار
 کب بھلا ہنستے ہیں غنچے مسکراتی ہو ہمار
 چلیے اب سے جیسے سنتے ہیں جاتی ہو ہمار

بہوت اوجیدین

سہر و طاقت لیے جاتی ہو جلالی تیری
 شدت غم میں تجلی نظر آئی تیری
 نہ جنت نہ جہنم کے ہیں قابل ہم لوگ
 کو طول نہیں تن میں نہ کھرا امواج
 ہزار بیکر گلے کا نوا سحر طوق گران
 اس کی زور پر یہ کبر نہ نخواست غرور
 آغاز ہی تیرا نہ تو انجام ترا

لوتا ہو مجھے شراق و بانی تیری
 دل جو ٹوٹا مجھے آواز سنائی تیری
 وصل خست ہو جہنم ہو جہاں تیری
 اسی ہفتے میں ہو اک روز رانی تیری
 جب تک جسم میں طاقت تھی اٹھائی تیری
 چھین لی ایک ہی پیشہ نے خدائی تیری
 تھی ہمیشہ سے ہمیشہ ہو خدائی تیری

دل میں تو آنکھوں میں تو ہمیں جان میں
عشق پیدا ہو گیا تو نے تو معلوم ہوا
قافلے سے کہیں کی گاہ نہ نہر نہ جان
عبث اے ناکہ لبیں ہی تجھے قصد نکاح
کس شہر حسن کے کوچے کا گدا تو ہو کر سپر

پر جگہ سے نہیں واقع ہوا جان میں
بس یہ کیا دے تھی علت غائی تیری
امیو میں خوب نہیں رزہ درائی تیری
گوش گل تک نہیں گلشن میں سالی تیری
بادشاہی جو حقیقت میں گدا کی تیری

اظہارِ لیاقت و نکاتِ طالع

تپ درون کیا حال کیا کرے رنج
بسان ہیزم تر پریان سنگتی ہیں
ہر قرض اے میں بوباس بالینست کی
دل شکستہ خوشی تو چشم تر شاہ
گمان خرابی پاپی ہر شرف کا
سیا بخت ازل ہونے سے خراب ہیں
چاک گئی جو کہیں سے نہ گمان شب کو
یہ خوش خاک ہو اور خوش خاک رازی
بجائے ہاتھ پر شکستہ وشت ہیں ہر جہ
کبھی وہ نا ابر سے دل سے لب لکائی نام
الہی ہر شرافت ہو ہر شرف و رجا
اگر چہ شاہ ہوں میں میراں مران کا
ملوں پہ تاج کل انہی یہ نا اوائی ہر
نہ کہیں تکیوں کا طرح تماشا نکاح
ہر صبح و الہم نہ گم ہو کہو کہو

لیون بیکرون چپ بیکر میں ہیں
لہو بہن زبانہ آتش ہو و دل
جگر کباب ہو اور خون یادہ انگ
نہ بیان صراحی زرین ہو اور نہ جام
چھلکے ہو گدا کی کا کا سہ رقص
چراغ و شمع کا ہندم بھلا ہو کیا نہ کو
لیکے میں نے اٹھائی ہوئی جو چیز ہو
نہال ہو نہالی سے میں جو وہی مشرق
نثارا ہے ہر خسارہ ہشتی حور
بیکارے ہیں فرشتے کہ نفع فی لہو
دیا بخم تو مر ہم بھی شک کا ہوش
و راطو رشی چکو نہیں ہو سہ ہر
کہ بارنت دوران سے دوش سرور
یہ بولے بھالے ہیں انکا تو یہی دستور
نہار ماہین پٹنگے اور ایک شمع شعور

وہی ہنس کر نہ اداں بکاں خود ہشیار
 نہ تار تاروں ہر اور میں نہ سندانہ قارون
 نہ کس طرح کروں نہ پاس دہر کا شکوہ
 نہ پاس میں مجھے حاصل جہنم کا می اہر
 نہ پاس لاؤں میں سامان شدہ و سکر کا
 نہ پاس نہ جان فلک ہر یہ تو کرا لٹا
 مجھ کو پاس کس سے نہ آکر نہ پاس میں
 نہ پاس کا خوف نہ میں سور یا کس میں
 نہ پاس بار بار جہان میں بسا آئی گئی
 نہ پاس گلیزوں کی قبا کی کیا تیرک
 نہ پاس چوں سیون نہ چہر لیاں بھر کر
 نہ پاس ہر اک مجھے خستہ تن کا زخم
 نہ پاس پھر وہ ہر یہ دل مسیحا
 نہ پاس کو نہ شب سیاہ کہو نہ کر دل
 نہ پاس خاک میں میں ہر نہ آبرو کے لیے
 اسی ہر کی بدولت بصر عرفی زہری
 نہ پاس ہاتھ میں سپر قلم برائے ہی کی
 نہ پاس کہ وہی جہنم تو میرے شیشے سے
 نہ پاس تاکہ ہین کو نہیں جسکے شدائی
 نہ پاس ادا ہوں ازل سے اسی کی کشتی کا
 نہ پاس میں مجھے زندہ کے پیر نہ خان

اسی جنوں کی بدولت عقیل ہوں مشہور
 خطا سے کچھ ہر کیا جو خبیل ہوں گھوڑ
 جہان ہر جاہ میں یوسف کی طرح ہوں محبوب
 نہ دوستوں کی خطا ہر نہ دشمنوں کا قصور
 نہوگی نیش زنی مجھے صورت زہر
 نہوگی ہر سی بیکار کے بنے فروور
 نہوگی گھر آبرو ہر گر منظور
 نہوگی ہر سے پیچی ہر منزل مقصود
 نہوگی گل ہو ادنیٰ نہ نہ میں نے طیب
 نہوگی ہر سر و قدون کی ہر لک شاخ سرو
 نہوگی ہر دامن گلزار دامن ہر حور
 نہوگی میرا سنیہ بدواغ طور و لالہ طور
 نہوگی جب ہنسا کوئی اُسے دیا وہیں سپور
 نہوگی وہ ہر کو دیکھ دیا یہ شب و سور
 اسی ہوا و ہوس کا دماغ میں ہر فتور
 کیا ہر ہر معافی سے لاکھ بار غفور
 دوات لطیف سخن ہر شراب میں غفور
 صد المیہ ہوئی ان ربنا لغفور
 جوا لکھوں کے دیکھو تو اس میں ہر فتور
 مرے ہی دور میں سپاہی ہر ہم ہر
 مرے ہی جرمہ کشوں میں تھا عرفی منظور

ولا محوش نہ لے اب بہت تسلی کی
تو ہم صغیر و مانا کلیم و قدسی کا
فروتنی سے جو کہنا ہو عرض کر لے تو
یہ وقت وہ نہی جن میں کہست ہوا
گر نہ شاہ جہان ہین نہ اکبر و تہجد
ہی جسطح سے جہان میں عوام کا

النجاب انجلیج مرام

ایک شاہ فلک منظر ہمیشہ و نظیر
پاؤں سے تیرے طے فرق ادا تو ک
تیرا انداز سخن شائے زلف الہام
تجسے عالم پہ کھلا رابطہ قرب کلیم
یہ سخن اوج وہ مرتبہ محسنی و حفظ
تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توقیر
ماہ نے چھوڑ دیا توڑ سے جانا باہر
تیری دانش مری اصلاح مفاسد کی بڑی
تیرا اقبال ترجمہ جینے کی نوید
سخت ناسازنے چاہا کہ نہ کے محکومان
پیچھے والی ہر سرشتہ اوقات میں گناہ
پیش دل نہیں پورا ایک خوف عظیم
در معنی سے مراد صفحہ تھا کی ڈارھی
نکھر میری گہ اندوڑ اشارات کشیدہ
میرے پیام پہ ہوتی ہر تصدیق و تصحیح
نیک ہوتی مری حالت تو نیتا تکلیف
قبلہ کون و مکان خستہ نوازی میں یہ
ایک جہاندار گمشتیوہ بہر شوق و میل
فرق سے تیرے کر کے سبب و سبب
تیری رفتار قلم جنبش بال جب
تجسے دنیا میں کچھ مائدہ بدل خالص
بکرم و راع نہ ناصیہ تسلیم
تا ترے عہد میں ہو بیخ و الم کی تھک
زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا
تیری بخشش مری انجلیج مقاصد کی
تیرا انداز تغافل مرے مرنے کی
جرح کجبانے چاہا کہ کرے نکو و
نہلے ٹھونکی ہر بن ناخن ہر پیر میں
کشش و ہمہ بین بے ضابطہ خبر و نصیب
غم گیتی سے مرا سینہ عمر کی زینہ
کھلک میرا رقم آموز عبارت قلہ
میرے جہال سے کرتی ہر تراوش و تفسیر
جمع ہوتی مری خاطر تو کتر تا تجب
کعبہ امن امن عقدہ کشانی میں پڑھ

انقلاب زمانہ

۵۔ رنگ ہو سخن میں تم بھول ہو چین میں
 اس لئے ہوئی جدائی تھکیر کی بڑائی
 رونا چوٹی گلون کی سیٹ گئی وہ مٹی
 سب پار سے ملا میں نکلین تھانوش ہون
 کر کر سیاب آیا نہ رون میں آب آیا
 پانی امیہ سب آفت میں جان خستہ
 پاپہ ہر نمایان آسمان اہل مکان
 مریلیں ہوں میں الما ذلیل ہوں میں
 کس طرح کی بھائی اس درجہ دل بسا ہر
 شہر نکلے جب نہ بھائے لفظ انین کچھ بیا
 تم سہر کو جاتے اک طرف گل کھاتے
 زندہ خنی ہر ہر دم آئے جو موت کیا غم
 آج بے سخن کمان ہر اسکو جو بے مکان
 خوش اسیر ہر دم تھانوش ہوں شل خاتم

۶۔ تم روح ہو بدن میں تم شمع آئین میں
 بے موت موت آئی وقت ہر روح و قیام
 انکی نظر جو بدلی خاک گر گئی چین میں
 مردہ تھاجی اٹھا میں جان انکی بدن میں
 دور شراب آیا نہ دھوپلو چین میں
 دل کشتی ٹنکستہ دریائے سوخ زن میں
 گریبان ہر شمع سوزان شادی کی تخت میں
 تیج آسپیل ہوں میں لیکن ہوں دستار میں
 انگشت آسپا ہر افسوس سے دہن میں
 پیوند لگا لگائے پیرا ہن کھن میں
 بھولے نہ پھر سہائے گل اپنے پیر میں
 ہر ذرہ کر خیر حاتم اتیک ہر انجمن میں
 گویائی زبان ہر جتیک ہر دین میں
 ہوں نامدار عالم پر مہر و دہن میں

پرکات تہمت میحدرت

۷۔ ہر دور کو گزارش احوال واقعی
 ہر شے سے ہر پیشہ آبا سہمگری
 وہ ر و ہون اور امساک ہر محل
 میں ہر عریہ شرف کہ ظفر کا غلام ہوں
 ہر تہا و شبہ سے ہر مجھے خارش کا خیال

۸۔ اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے
 کچھ شاعری ذریعہ غرت نہیں مجھے
 ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے
 مانا کہ جاہ و منصب ثروت نہیں مجھے
 یہ تاب میمال یہ طاقت نہیں مجھے

جامِ جہان نما ہر شہنشاہ کا ضمیر میں کون اور نیت ہاں اس سے مدعا سہرا لکھا گیا زرہ مستمال امر مقطع میں آپری ہر سخن گسترانہ بات روئے سخن کی طرف ہو تو روستیاہ قسمت بری ہی طبیعت بری نہیں صادق ہوں اپنے قول میں غالب اکواہ	سو گندم اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے خراغ بساط خاطر حضرت نہیں مجھے دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہیں مجھے مقصود اس سے قطع محبت نہیں مجھے سودا نہیں جنوں نہیں جنت نہیں مجھے ہر شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے گستاخوں سے کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
--	---

خدا چو کی

نہ درویشوں کا خرقہ چاہیے نہ تاج شاہانہ کتا بون میں ہر ایک کیاست لکھ لکھ کے ڈالین غنیمت جان جو دم گندے کیفیت گلشن میں نہ دیکھا وہ کہین جلوہ جو دیکھا خانہ دل میں کچھ ایسا ہو کہ جس سے منزل مقصود کو پہنچوں یہ ساری آمد و شد ہر نفس کی آمد و شد پر ظفر وہ راہ ہے درد کی ہوتی سے تہتر	مجھے تو ہوش دے ساز ہوں میں تجھ سے ہمارے دل نقش کا بھر ہی تیرا فرس دیے جا ساقی پیمان کن بھر بھر کے بت مسجد میں سر را بہت ڈھونڈا طریق پارسائی ہووے یا ہو را زما اسی تنگ آنا جانا ہی نہ پھر آنا نہ چھوڑنا کرے گزند درد دل سے ہاؤ ہوئے
--	--

طہورے کی تعریف

ہلال آسمان نیلے نعل شہب خامہ سواری کی صفت میں سقد رسیدان ہوں وہ گھوڑے اسکے چالاک کچھ نہیں تو کچھ ٹھہرے وہ گھوڑے ہیں کہ جسے فقرہ متناہی ہو قدح کا واٹیرن بھی پوئی دوز ناہنسا	۹۰ ملاوے عرش سے ڈانڈا مار زور بخندانی فضائے لامکان ہو چھوٹے کاغذ کی طرائف کسی عرصے بند سکتی نہیں تنی ہو چلائی مثال باقی ایام صورت آنکی فوٹائی ہر بے باہون میں تن کی و تازی سکے لائائی
---	---

تتادہ سینہ و سہ پیشیں بھاری مکتازک
لاکا کچھا ہوا آفت کا کندہ اگر ناہی اُنکا
وہ چوکتی آنھیں ہر تازیانہ دم کا چھو جانا
تیم ہزار ایسے گویا زیرِ مائع دریا ہر
اشاروں پر چلا کرتے ہیں قضا کی گھوڑی
طرازہ چھ مارتے ہیں بامین شیر گرد و نگو

ذرا سی تھو تھو جھپٹی کھوٹی چوڑی پٹی
کرین خود اپنی مہ سے اپنے چہرے کی گسائی
کھڑپے کی ہر آنکھ کوئی اُنکی بھائی
سبک خیز اس قدر ہلنے نہ پائے گسائی
کہ صوت اُنکی حیوانی ہر شیر انسانی
نشان میں اُنکے ہم کے یہ مہ و مہر دشتانی

مطلع

انھیں آتش کے پکالوں میں ہر چلی کی جولانی
سب سے بھگتوں کو تازیانہ صاف اڑ جائیں
اُنکی سخن بجائیں ہونٹھوں پر در غلطان
کہیں شیریں آگے پیچھے کی پیچ کرے ہوں
اشاروں میں اڑیں کرکشی چون بیاثرین
بے تاب ہو جاتا ہی ہوا ہر ابر کا لگے
چوٹ کے جویم تھوڑے چین میں لام نہن
جسے پیچھے پری رہی ہو وہ آگے پہنچتے ہیں
ہو اجسوں ریادل کو اڑا لیا جاتی ہو کوسوں
کلین میں یا گھوڑے ریل ہی یا سیج کا ری
خداوند یا گھوڑے ہیں میں ہر یافتہ ہیں
شکر پر چلے رہے ہیں آتش زیر پا گھوڑے

ہوا چوٹی نہیں مگن ہوا کپڑے اکھائی
موقع میں گھسٹتے آنھیں ہزار دلیائی
کر رہی قاتلے نعمت پیچھے ہر آنکھ جو لسانی
پسب نقل کو اکب سے ہوں کیا بیانی
معاذ اللہ براق نگو نہ سمجھے کوئی بھائی
پڑھے اُنچو کوئی اور ہکر بارش میں رہی
سوار اُنسے ذرا چل کے دیکھے اُنکی جولانی
نہی ہر مار رہی سے دم اُنکی میں پہچانی
وہ یوں ہیں گھوڑوں کو پیچ لیا جاتے بآسانی
پری ہر باد پہاڑ کی گمان تخت سلیمانی
اُنکی گھٹیان ہیں یا شکر پر زون ثانی
وفاقی کشیتوں کا گھوڑوں سے ہر جگر بانی

شاعر خواست کار و زکار

حبذا ای جو ش دریا سے کرم
مرحبا ای بحر بخش کے گہر

<p>چپ جو رہتا ہوں تو ٹھیکتا ہو جب کھوئے دامن اب بکا میرا نخت و اژدہا نے بٹھایا نا اب وہی سکے ہوئے داغ اب یہ نخت اور میں آٹھوں پر اب گرا آٹھوں سے ہو کر دور دور اب مجھے رہتے ہیں کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر قہر جو حسیں پر نشان اس گرد و شین سی گرد شین ہیں تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کہ قبضہ مالک میں رہتی ہو تو ہی تو ہو سرخرو میں ان دور سے کچھ نہ مانگ</p>	<p>شعور کی صورت ہی میرا حال زار شعرے باز اسیں اگر مرقا شعرے تھا عشق پیرا دماغ شعرے سکے تھے میرے ہر جگہ شعرے میرے مشور تھا جہان شعرے آنکھوں پر تھی میری جگہ شعرے مشور تھا میں دور دور بار و رہو کر ہوا میں سب پہ بار تجربہ روح اور مجھ مدح گو چاک کی صورت نہیں دم بھر قرار ہوں یہاں بے خانمان و بے دیار دیکھ لے تلوار چلتی ہی تو کیا بارہ کاٹے نام ہو تلوار کا مانگتا ہوں یہ قصبہ کا صلہ</p>
--	---

اشخاص مختلف و در بیان اعضا حسب ترتیب و رعایت پر

<p>پاؤں کے نیچے زمین پر آسمان بالا شع جلتی ہو تو ہوتا ہو دھواں بالا بعد مرنے کے پھر بگا اک جہاں بالا عزلیوں نے اٹھایا ہو گلستان ایک یا تخت اٹھا کر نہ سلیمان ہر کوں سا مہر جو کریں سپہ سالار</p>	<p>سازم ہو کوئی دنیا میں کہ انصاف سے کس اندھیرے سے ضرر ہوتا ہو روشن طبع کو کبر انسان کو ہر لازم کہ حقیقت پر بھلا فصل گل آبی جنوں میں کہ قیامت آئی پادار ہی نہیں کچھ دولت دنیا کو دلا دنیا میں ہو غرور و تکبر نہر کے ساتھ</p>
--	--

یہاں عجب دل پہنچنے دیتے ہیں
 یہی سے بہت پریشان ہوں
 پیش زمین پر رکھتے نہیں پاؤں کہتے
 انسانی کا برا ہو جے کیونکر دیکھوں
 آج و انجور اگر زلف ہو و لیل ہی ماہ
 فائزہ مستی میں ہر اکہ ہے ماہ رمضان
 سیر ممکنات حقیقت کی آنکھ سے
 صبر ہر ایک جنس سے ہے تو حقیر تر
 فتنہ خری سے یہ قناعت ہے مجھے
 سال دون گل با و ام جو آنکھوں کو
 اپنے پیچھے ہوتا نہیں آفت کوئی
 دن وقت نہیں ملتی ہو جسے بھی
 سب لگیسوں پر قوس فدا ہو پر
 اس غیرت قمر کے اگر دیکھ جائے ہو
 سکو ماہ جو اس میں تنگ کا نشان
 ہنسی پر آپ کی کیونکر فدا نہ ہوں تیر
 بقول حضرت ناسخ حسرت میں
 ام رشک گل سیاہ زبانوں سے کر خذر
 راح اس خباب کا ہوں جی مع میں
 عالق زبان و دہن کی صفت نہیں
 گئے تھے کنوئیں کیوں آتے ہیں نظر

خورش فساد کبر غضب شہور و شہر باغ
 یہ مرے دست و پا ہیں یا ہیں بال
 مرنے کے بعد ہوگی عبا زمین چین
 بند آنکھیں ہوئی جاتی ہیں یہیں بار بار
 سورہ نور میں دونوں یہ طرہ دار بار
 دیکھوں ہر جا ہر دین تلوار میں خدار بار
 کشت کو دکھتا ہوں میں حدت کی آنکھ سے
 دوسرے کو بھی نہ دیکھ امانت کی آنکھ سے
 تل پہنکی کو گر ان آنکھ کو دیکھ لکھیں
 کہوں زر گل بادام میں یہ خار قرہ
 جیسے بانیہ دہن کی آتی ہو نکال میں
 دم ہمارا لائے ہیں کس درجہ کنوئیں
 ماہ قریب جبین ہر شارباض
 لعین بھی شک سے اپنے پیچھے ہو
 یہ وہم ہے جو ہمو ہوا ہے خیال لب
 کہ میں فرخ میں سے قرون تھار و نت
 ہے میں ہو چھ جانے کو بس ہمار و نت
 سوچ سے بار بار بلایا نہ کر زبان
 اکثر بنا کیے ورق ہر شب زبان
 کس کی زبان ہو کس کام کا دہن
 چاہ میں اپنی دکھاتا ہو ہی خواہ فن

۱۔	ایک سو بدلی ہو کر کیا جو یہ ہو جائیں اہم	۱۔	ہیں خبردار ہے اپنے چپ راس کا
۲۔	حال اگر دوسرے کا سیر گوش زہر ہو یا بھگا	۲۔	حلقہ کرو اب بچا بھگا بالاکان
۳۔	وہ یاد لوں گے درتے ہیں وشن ضمیر بھی	۳۔	تھر اے کیوں نہ پانی میں شمس قمر کی
۴۔	جلوہ آفرینے رنگ سے ہر جا چوہ خ	۴۔	چشم ہفتا و دولت کا تماشا ہر دو
۵۔	تہا روت شکایت جبر ہے ہن ای فریاد	۵۔	خدا کو مان نہ کھلو اکسب ہن ہار
۶۔	کیا فتنہ جو چوڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر	۶۔	یہ تم تھے گلار کھد یا شمشیر کے شہر
۷۔	آواز یہ ہوتی نہیں زہار کے گلے میں	۷۔	سمجھو نہ رگیں ساز کے ہن تار گان
۸۔	الانہ ہن ہم ایسے کہ نکل جاے جو چوٹی	۸۔	اے نہ ہمارا یہ تن زار کے گلے میں
۹۔	میں وہ سخن آراستہ شمشاہہا ہن	۹۔	عشہ مری ہیبت ہو قہور کی گلا
۱۰۔	وہ رشتہ بخت ہوں کہ ملاک کو بھی مر	۱۰۔	کھنے کا پیش آئے جو کچھ کام دو تر
۱۱۔	نیک مری تو نام بدون کے کرین رقم	۱۱۔	ترشتی کھین بدون کی مر نام و
۱۲۔	امی منہ غور و تجارت نہ پاس ہے	۱۲۔	دو ہاتھ ہن ہمارے خداس کے ہر اک
۱۳۔	دنیا میں ہاتھ پھیلنے ہن ہر شے کے لیے	۱۳۔	سائل کو اور کے لیے کرتے ہن خواہ
۱۴۔	کیا کاسہ حباب سے ہاتھ آیا موج کو	۱۴۔	پھیلا کسی آگے نہ تو بار بار
۱۵۔	سوز و گداز چہرے پہ بچا یہ حال صبح	۱۵۔	گھٹے ہن ہاتھ اور کھلتی ہن گنا
۱۶۔	قاصد مارے گھوڑاں غم فورت کو	۱۶۔	یار خط کا تحمل نہو تیرا پو خوب
۱۷۔	ٹھیس ساغر کو لگا لگا کیا شیشہ ول	۱۷۔	وہ قما ہو گیا شیشے کو جو صدمہ
۱۸۔	شاہد کہ گنج ظلم ہست ہاتھ آئینکا	۱۸۔	کھجلائی ہن جوان ہماری تیلیب
۱۹۔	مس کیا ہر خط کے ویسے ہیں گئے دست یار	۱۹۔	شوق دل سے چومتا ہوں نامہ بر کی
۲۰۔	گر قوافض غم جو ہو سست و بلند و ہر کا	۲۰۔	جب ملین جھلکے ہو ہن پانچون برابر
۲۱۔	اس قدر تیری جھکیتی کی ہوا میں نہ دیکھ	۲۱۔	جو تری تعلیم پر آیا اور ایں گنا

پینخل غنڈا نامل جو اسم تقدس کا
 تیرے دل سے گروہ کینہ وہ جب کھوے
 بلایاں تک تیرے غم سے دل غناک نہیں
 مجھ وشتی کو تیرے ہر یہ شوق کہ ہر دم
 دل تھم زدہ ویاس و حسرت و ارباب
 سنی نہ ایک مری بات باہ صاف صوف
 آیا ہی ہاتھ ہکویہ مضنون چہ رخ سے
 بات وہ کہ جو دشمن بھی رضامند رہے
 جسم انسان نہ آفت تک مرنے لگے
 تھی مسیر عرش اب ہیگی اسیر شت خاک
 پیار دیوار غنا صر کر پڑی تیرے پیسہ
 قابل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی
 دل صاف کر کہ جلوہ باطن نظر پڑے
 کس قدر صاف ہے تمھارا پیٹ
 تیری ہی فکر رہتی ہے دن رات
 روکے اپنا قلم اس ناور شیرین بیان
 یوں تو کمر و نات ہیں پوشیدہ نظر سے
 سنتا ہے دلاہل جہان کی ہر یہ عادت
 بندھے ہوئے ہیں کروڑوں گنہگار
 آکے دنیا سے پیٹھ پیچھے ہم رو سیاہ
 کم کر خودی کو تاتھے حاصل کمال ہو

تمھاری یاد میں ہر صورت زبان میں
 غولہ گرام کے آب گہر میں ناخن
 اگر دھوڑے کوئی دلوں پائے خاک شہین
 دو چار تو ہیں ہاتھ میں دو پائیل میں
 انیس ہیں ہی دو تین چار پہلو میں
 ستایا حال دل اسکو نہرا پہلو میں
 روشن اسی کا نام رہے جو طائے دل
 متھہ چہ اچھا کہ کدیا تو کہے گا دل میں
 چار چوہر ایک ہو کر بن گئی صمد نام روح
 واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح
 زلفہ زلفہ بن گیا چوراہا قصر خام روح
 کیسی سی سیر دام ہر گہاے تن میں روح
 آئی ہے دید حسن دکھانے بدن میں روح
 صاف آئینے ساہی سارا پیٹ
 جیتے جی تو نے ہم کو مارا پیٹ
 گر نہیں گنجائش توصیف اہلانات میں
 مان گئے میں معلوم ہوئی ایم کرات
 ہتھ پڑو خوشامد کرین تحقیق پس پشت
 حمیدہ کیوں نہ پیری میں پیر ہماری پیٹھ
 ہاتھ میں اعمال نامہ یا عصیان پیٹھ پر
 مومن جب ہوئی تو ہوئی مامور کمر

۱۱	۱۰	خبر قضا تا اب ہر کس کو بھلاؤ بھالے ہلکو	۱۱	۱۰	ابہ تو شو کست تر سے در پہ چایا زانو
۱۲	۱۱	اندھے شوق وشت نوردی کہ بیدار	۱۲	۱۱	ہائے ہین خود بخود مرے اندکھن کے پانوں
۱۳	۱۲	شاہ راہ ہستی موبہوم میں وہ چال چل	۱۳	۱۲	اپنی آنکھوں کو کچھ پیش و ست بخون ریڑ
۱۴	۱۳	پاک طینت یہ چلن ہی تو توجہ نہ کر کیا	۱۴	۱۳	تو رکا ہوتا نہیں رہنا مسکن زیر پیا
۱۵	۱۴	چشم عبرت کیوں نہ خون رو کہ بگاڑا	۱۵	۱۴	ہر قدم کس کی آجا تا ہی مدفن نہ میر پیا
۱۶	۱۵	زندگی بھرا پیریاں گر کر اکیس نکلا نہ دم	۱۶	۱۵	خواب میں دیکھ چن آتش کد کا کی لڑیا
۱۷	۱۶	صانع عالم نے جب تیرا بنا یا کالید	۱۷	۱۶	پانوں صندل کے جگہ اور اگر کی پیریاں
۱۸	۱۷	فرق دن رات کے مانند جو اکین نہیں	۱۸	۱۷	کیوں ملائے ہو رخ شمع قمر سے ملوے
۱۹	۱۸	نہ بنا ما کبھی آئینہ حیرت فضا	۱۹	۱۸	دیکھتا خواب میں تیرے جو سکندر تاروس

1728

DUPLICATE

915441



~~BACKS~~

1915

~~SECRET~~

РРРА

[illegible]